ہفت روزہ

# ندائے خلافت

لاہور

11

www.tanzeem.org

24 جمادی الثانی تا یکم رجب 1439ھ/13 تا 19 مارچ 2018ء

## اس شمارے میں

ہو گیا مانندِ آب ارزاں مسلماں کا لہو

تنظیم اسلامی کی استحکام پاکستان مہم

مطالعہ کلام اقبال (61)

استحکام پاکستان کیسے ممکن ہے؟

............ لہو لہو

کیا آئین سپریم ہے؟

طلاق! طلاق! طلاق

## استحکام وبقاءِ پاکستان کی بنیاد: اسلام

پاکستان کے مسلمانوں میں مقاصد کی یکجہتی اور ہم آہنگی صرف مسلم قومیت کے تصور اور محض قوم پرستانہ جذبے کی بنیاد پر پیدا نہیں ہو سکتی' بلکہ انہیں کوئی شے ''بنیانِ مرصوص'' (یعنی سیسہ پلائی ہوئی دیوار) بنا سکتی ہے تو وہ صرف مذہبی جذبہ ہو سکتا ہے جو اسلام کے ساتھ حقیقی تعلق اور کردار و عمل کے واقعی رشتے سے پیدا ہو اور اُسی سے غذا حاصل کرے اور نشو ونما پائے۔

اُس مذہبی جذبے کے بارے میں جو پاکستان کی بقا واستحکام کے لیے ٹھوس بنیاد بن سکے' دوسری اَہم اور بنیادی بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ یہ جذبہ اسلام کی کسی جدید دانشورانہ تعبیر کے ذریعے پیدا نہیں کیا جا سکتا' بلکہ اُس کے لیے اسلام کی صرف وہی تعبیر موثر اور کارگر ہو گی جو صدیوں کے تعامل اور ''روایت'' کی بنا پر مسلمانوں کے ''اجتماعی شعور'' (COLLECTIVE CONSCIOUSNESS) کا جزوِ لاینفک بن چکی ہے۔

موضوع زیرِ بحث کے اعتبار سے ہم ایک ایسے جذبے کی بات کر رہے ہیں جو عوام میں ذہنی' فکری اور جذباتی ہم آہنگی پیدا کرے اور اُن کو محنت ومشقت اور ایثار و قربانی پر آمادہ (MOTIVATE) کر سکے اور ظاہر ہے کہ یہ مقصد کسی جدید تعبیر کے ذریعے حاصل نہیں کیا جا سکتا بلکہ اس کی پیدائش وافزائش کا کوئی امکان اگر ہے تو دین ومذہب کے صرف اور صرف اُن تصورات اور تعبیرات کی بنا پر ہے جن کی 'اسلامیت' نہ صرف یہ کہ مسلمان عوام کے اجتماعی شعور کے نزدیک مُسلم اور قابلِ قبول ہو بلکہ اُن کے تحت الشعور میں رچی بسی ہو حتیٰ کہ اُن کے لاشعور میں نفوذ کیے ہوئے ہو۔ اور اس میں ہرگز کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ یہ تعبیرات اور تصورات وہی ہو سکتے ہیں جنہیں علماء کی تصدیق حاصل ہو' ایسے علماء جن پر دین ومذہب کے معاملے میں مسلمان عوام کی عظیم اکثریت اعتماد کرتی ہے۔

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

# فرعون کی بدبختی

سُورۃُ طٰہٰ | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات:56 تا 59

وَلَقَدۡ اَرَیۡنٰہُ اٰیٰتِنَا کُلَّہَا فَکَذَّبَ وَاَبٰی ﴿۵۶﴾ قَالَ اَجِئۡتَنَا لِتُخۡرِجَنَا مِنۡ اَرۡضِنَا بِسِحۡرِکَ یٰمُوۡسٰی ﴿۵۷﴾ فَلَنَاۡتِیَنَّکَ بِسِحۡرٍ مِّثۡلِہٖ فَاجۡعَلۡ بَیۡنَنَا وَبَیۡنَکَ مَوۡعِدًا لَّا نُخۡلِفُہٗ نَحۡنُ وَلَاۤ اَنۡتَ مَکَانًا سُوًی ﴿۵۸﴾ قَالَ مَوۡعِدُکُمۡ یَوۡمُ الزِّیۡنَۃِ وَاَنۡ یُّحۡشَرَ النَّاسُ ضُحًی ﴿۵۹﴾

**آیت ۵۶** ﴿وَلَقَدۡ اَرَیۡنٰہُ اٰیٰتِنَا کُلَّہَا فَکَذَّبَ وَاَبٰی ﴿۵۶﴾﴾ ’’اور ہم نے اُس (فرعون) کو دکھا دیں اپنی ساری نشانیاں‘ پھر بھی اس نے جھٹلایا اور انکار کیا۔‘‘

**آیت ۵۷** ﴿قَالَ اَجِئۡتَنَا لِتُخۡرِجَنَا مِنۡ اَرۡضِنَا بِسِحۡرِکَ یٰمُوۡسٰی ﴿۵۷﴾﴾ ’’اُس نے کہا: اے موسیٰؑ! کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو تا کہ اپنے اس جادو کے بل پر ہمیں ہماری سرزمین سے نکال باہر کرو؟‘‘

**آیت ۵۸** ﴿فَلَنَاۡتِیَنَّکَ بِسِحۡرٍ مِّثۡلِہٖ﴾ ’’تو ہم بھی ضرور لائیں گے تمہارے مقابلے میں ایسا ہی جادو‘‘

﴿فَاجۡعَلۡ بَیۡنَنَا وَبَیۡنَکَ مَوۡعِدًا لَّا نُخۡلِفُہٗ نَحۡنُ وَلَاۤ اَنۡتَ مَکَانًا سُوًی ﴿۵۸﴾﴾ ’’تو معین کر لو ہمارے اور اپنے مابین وعدے کا ایک مقرر وقت‘ نہ ہم اس کی خلاف ورزی کریں گے اور نہ تم کرنا (یہ مقابلہ ہو) ایک کھلے میدان میں۔‘‘

ایک کھلے میدان میں ہم سب جمع ہو جائیں۔ وہاں تم بھی اپنی یہ نشانیاں پیش کرو اور ہمارے جادوگر بھی اپنے جادو کے کمالات دکھائیں۔ فرعون کا خیال تھا کہ اس کے بلائے ہوئے جادوگر اس سے بہتر جادو دکھا دیں گے اور اس طرح موسیٰؑ کا دعویٰ باطل ثابت ہو جائے گا۔

**آیت ۵۹** ﴿قَالَ مَوۡعِدُکُمۡ یَوۡمُ الزِّیۡنَۃِ﴾ ’’موسیٰؑ نے کہا: تمہارے وعدے کا دن ہو گا جشن کا دن!‘‘

ان کے ہاں یہ کوئی تہوار تھا جس کے سلسلے میں وہ لوگ بڑی تعداد میں کسی میدان میں جمع ہو کر جشن مناتے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حکمت سے کام لیتے ہوئے اسی تہوار کے اجتماع کو مقابلے کے لیے مخصوص کر لیا۔

﴿وَاَنۡ یُّحۡشَرَ النَّاسُ ضُحًی ﴿۵۹﴾﴾ ’’اور یہ کہ لوگ جمع کر لیے جائیں دن چڑھے۔‘‘

ضحیٰ کا وقت وہی ہے جس وقت ہم عیدین کے موقع پر نماز ادا کرتے ہیں۔ یعنی جب دھوپ ذرا سی اُٹھ جائے اُس وقت لوگوں کو جمع کر لیا جائے۔

## فرمان نبوی

### آخرت کا خوف

عَنۡ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَوۡ تَعۡلَمُوۡنَ مَا اَعۡلَمُ لَضَحِکۡتُمۡ قَلِیۡلًا وَلَبَکَیۡتُمۡ کَثِیۡرًا)) (رواہ البخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اگر تم ان باتوں کو جان لو جو مجھے معلوم ہیں تو بہت تھوڑا ہنسو اور کثرت سے روتے رہو۔‘‘

**تشریح:** انسان کی ظاہر بین آنکھ ان حقائق کا ادراک نہیں کر سکتی جن کا تعلق اعمال کی جزا اور سزا سے ہے اور وہ یہ بھی نہیں جانتا کہ موت کی سختی کیسی ہے، برزخ میں کیا صورت حال پیش آئے گی اور قیامت کے دن کن مصائب سے دو چار ہونا پڑے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ان سب چیزوں کو میں تو اچھی طرح جانتا ہوں لیکن تم نہیں جانتے۔ اگر میری طرح تمہیں بھی ان حقائق کا علم ہوتا تو تم تھوڑا ہنستے اور بہت کثرت سے روتے۔

یہ امر واقعہ ہے کہ خدا کی نافرمانی اور گناہوں کی سزا کا اگر ہمیں اپنی آنکھوں سے مشاہدہ ہو تو غم کے مارے چہروں پر اُداسی چھا جائے۔ ہولناک مستقبل کے خوف سے ہنسی کہاں سے آئے گی؟ خوف اور شادمانی علم اور مشاہدے کی بنیاد پر ہوتی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

# ہوگیا مانندِ آب ارزاں مسلماں کا لہو

غوطہ شام کے دارالحکومت دِمشق کا نواحی علاقہ ہے جس کی آبادی 4 لاکھ ہے۔ پہلے بشار الاسد کی حکومت نے اسے محصور کر رکھا تھا جس سے جوان مرد اور عورتیں خوراک اور دوا کے لیے ایڑیاں رگڑ رہے تھے اور معصوم بچے دودھ کے لیے بلک بلک کر رو رہے تھے۔ اب غوطہ کے ان شہریوں پر شام اور روس کی فضائیہ نے بمباری کی ہے۔ اس بمباری سے اگرچہ انتہائی خوفناک مناظر سامنے آئے ہیں، لیکن مسلمان ممالک کے حکمران اور باسی ٹس سے مس نہیں ہوئے۔ شام کی وہ سرزمین جو مسلمانوں کے خون سے سرخ ہو چکی ہے اس کی سرخی بھی مسلمانوں کے ضمیر کو جھنجھوڑنے میں بری طرح ناکام ہوئی ہے۔ مسلمانوں میں ہلچل کیا مچتی، خاص و عام کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی۔ مغرب انسانی تاریخ کے اس بدترین المیہ کو دیکھ کر جھوٹا سچا تبصرہ کر رہا ہے۔ عالم اسلام کے پاس تو اتنی فرصت بھی نہیں کہ سر اٹھا کر اس خونی غسل کا جائزہ لینے کی تکلیف گوارا کرے۔ کسی دوسرے اسلامی ملک کی بات کیا کریں اپنے پاکستان کے حکمرانوں، عوام، خواص اور میڈیا پر نگاہ ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ مکمل طور پر لاتعلق ہیں۔ اسلامی رشتہ کیا، انسانی رشتہ کے حوالہ سے بھی کوئی درد، کوئی غم خواری، کوئی ہمدردی کسی سطح پر نظر نہیں آتی، اِلا ماشاءاللہ! حکمرانوں کی باہمی لڑائیاں ختم نہیں ہو پا رہیں۔ بھارتی فلمی اداکاراؤں کی موت پر طوفان اٹھا لینے والے میڈیا کے لیے شام کا لفظ نشر کرنا حرامِ مطلق ہے۔ جہاں تک عوام کا تعلق ہے اس کا کچھ حصہ PSL میں چوکوں اور چھکوں کی بارش پر ناچنے اور لڈیاں ڈالنے میں مصروف ہے اور باقی پیٹ کی آگ کو سرد کرنے میں ایسے مصروف کر دیے گئے ہیں کہ ان کے لیے کچھ کرنا تو دور کی بات ہے وہ سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت بھی کھو رہے ہیں۔

ہمیں یہ اعتراف کرنا چاہیے کہ امریکہ اور یورپ کی کروڑوں کی آبادی سے یقیناً چند گنتی کی آوازیں اٹھ رہی ہیں۔ غوطہ کے اس انسانی المیہ پر اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل نے اس المیہ کی شدت پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ محصورین غوطہ پر بمباری سے جہنم زمین پر اتر آئی ہے۔ یونیسیف جو اقوام متحدہ کا ایک ذیلی ادارہ ہے اس کے ترجمان نے کہا ہے کہ الفاظ اس ظلم وستم اور انسانی دکھ کو بیان کرنے سے قاصر ہیں، جو غوطہ کے شہریوں پر ٹوٹ پڑا ہے۔ مغرب ہی سے یہ آواز بھی اٹھی ہے کہ شام کے شہر حلب کو جب خون سے نہلایا جا رہا تھا تب بھی یہ بات سامنے آئی تھی کہ انسانیت ایسے مناظر کا کیسے نظارہ کر سکتی ہے اور اس کا حل کیا ہے؟ لیکن وہاں بھی اسد حکومت اور روس کی فضائیہ نے بمباری میں شدت پیدا کر کے زخموں سے کراہنے والی آوازیں ہی ہمیشہ کے لیے خاموش کر دی تھیں، نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری۔ اس سے پہلے کہ ہم مغرب سے اٹھنے والی چند آوازوں خصوصاً اقوام متحدہ کے ذمہ داروں کی طرف سے بلند ہونے والی صدائے احتجاج پر تبصرہ کریں۔ ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ شام کی اس جنگ کی موجودہ صورت حال کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ چند سال پہلے جب عرب بہار کی لہریں (قطع نظر اس کے کہ وہ عرب بہار تھی یا خزاں) مشرق وسطیٰ کی بعض حکومتوں کو بدلتی ہوئی شام پہنچ گئیں تو معلوم ہوتا تھا کہ اسد


ہفت روزہ لاہور
ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

24 جمادی الثانی تا یکم رجب 1439ھ جلد 27
13 تا 19 مارچ 2018ء شمارہ 11

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

"دارالاسلام"، ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 79-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا ---------------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

حکومت بھی چند دن کی مار ہے یہ تمام تبدیلیاں امریکی مفاد کے مطابق ہوئی تھیں۔ درحقیقت یہ مشرق وسطیٰ کے نقشہ میں مزید تبدیلیوں کی ابتدائی منصوبہ بندی تھی جس کو روس اس لیے برداشت کرتا رہا کہ یہ امریکہ کا فائدہ اور عرب کے مسلمانوں کا نقصان تو تھا لیکن یہ روس کی مشرق وسطیٰ سے مزید پسپائی نہ تھی۔ مصر اور عراق کو امریکہ پہلے ہی روس سے کوسوں دور کر چکا تھا۔ لیکن شام میں حکومت کی تبدیلی سے روس کا مشرق وسطیٰ میں واحد بحری اڈا طرطوس روس کے ہاتھوں سے نکلتا تھا۔ لہٰذا روس شام میں امریکی عزائم کے راستے میں حائل ہوا اور اسد حکومت کو بچانے کے لیے شام کے باغیوں کے خلاف میدانِ جنگ میں کود گیا۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد امریکہ اور سوویت یونین نے یہ پالیسی اختیار کی تھی کہ وہ سیاسی اور عسکری سطح پر ایک دوسرے کی شدت سے مخالفت کریں گے وہ اپنے اپنے مفاد کا مکمل تحفظ کرتے تھے لیکن جنگ اور کھلم کھلا تصادم کی نوبت نہیں آنے دیتے تھے۔ سوویت یونین اگرچہ روس تک محدود ہو چکا ہے لیکن عالمی تنازعات کے حوالے سے وہی پالیسی جاری ہے۔ کھلے تصادم کی نوبت نظر آئے تو ایک پیچھے ہٹ جاتا ہے جیسے سوویت یونین کیوبا میں میزائل نصب کرنے کے معاملے میں پیچھے ہٹ گیا تھا وغیرہ وغیرہ۔ شام میں امریکہ نے محسوس کیا کہ اسد کو بچانے کے معاملے میں روس خطرناک حد تک بھی جا سکتا ہے لہٰذا اسد کو نکالنے کا فیصلہ تو بدل دیا گیا یا بدلنا پڑا لیکن سپر قوت کا سپر فیصلہ سمجھنے کی کوشش کریں جو ان کے شام میں طرزِ عمل سے صاف ظاہر ہو رہا ہے۔ اسد کو نکالنے کی کوشش ترک کر دو۔ لیکن اسد کے خلاف لڑنے والے باغیوں کی مدد اس انداز سے کرو کہ فریقین میں قتل عام جاری رہے، جیت کوئی بھی نہ پائے اور مسلمان دونوں طرف سے مرتے رہیں۔ روس شام میں قتل عام کا بڑا مجرم ہے لیکن وہ شام میں درندہ صفت اسد کی حکومت کی مکمل فتح چاہتا ہے۔ وہ باغیوں کا مکمل صفایا کر کے شام میں اپنے مفادات کو امریکہ سے محفوظ کرنا چاہتا ہے اس خواہش کی تکمیل میں شامیوں کے جسموں کے پرزے ہوا میں اڑا رہا ہے۔ امریکی ہدف اب صرف اتنا ہے کہ جنگ جاری رہے امن نہ ہو اور مسلمانوں کا باہم قتل عام رکنے نہ پائے۔

شام میں جہاں تک میدانِ جنگ کی صورت حال کا تعلق ہے ہم تک پہنچنے والے تمام خبروں کا ذریعہ مغربی میڈیا ہے۔ کسی آزاد خبر رساں ایجنسی کو رسائی حاصل نہیں لہٰذا ہم اسی میڈیا کے ذریعے ملنے والی خبروں کو مدنظر رکھ کر تبصرہ کر سکتے ہیں۔ داعش شام میں پسپا ہو چکی ہے۔ اصل جنگ اسد کی وفادار فوجوں اور فری سیرین آرمی (F.S.A.) کے درمیان ہو رہی ہے۔ اسد کی فوج کی جانب سے کیمیائی ہتھیاروں کے استعمال کی خبریں بھی ہیں جس سے شامی سانس کی بیماریوں میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ روسی فضائیہ کی اندھا دھند بمباری کی وجہ سے اسد کو بہت سے محاذوں پر فتح حاصل ہوئی ہے۔ روس اور شام کی اسد حکومت کا طرزِ جنگ بتا رہا ہے کہ انہیں شام کی سرزمین چاہیے کوئی شامی زندہ رہتا ہے یا نہیں یہ ان کا مسئلہ نہیں۔ علوی فرقہ سے تعلق رکھنے والے شامی صدر اسد کے پُرزور حامی ہیں اور فوج میں ان ہی کی اکثریت ہے۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ مغرب میں چند آوازیں اس درندگی اور خونی کھیل پر اٹھی ہیں، ہماری رائے میں جہاں تک نجی سطح پر کچھ یورپی باشندوں نے اس قتل و غارت گری پر تشویش کا اظہار کیا ہے ان کی یہ چیخ و پکار انسانی بنیادوں پر ہے اور یقیناً مخلصانہ ہے، لیکن اقوام متحدہ کے اداروں کے ذمہ داروں کے بیانات تو امریکہ اور یورپ کی سٹریٹجی کا حصہ ہے۔ جب سے اقوام متحدہ وجود میں آئی ہے دنیا کے ہر کونے میں مسلمانوں کے خون کے ساتھ مسلسل ہولی کھیلی جا رہی ہے۔ پہلے اس درندگی کا جھوٹا جواز پیدا کیا جاتا ہے۔ قتل و غارت کو بڑھنے اور شدت اختیار کرنے کی کھلی چھٹی دی جاتی ہے۔ پھر مغربی میڈیا مگر مچھ کے آنسو بہاتا ہے۔ خونریزی بڑھتی جاتی ہے اور عالمی سطح پر بیان بازی کا سلسلہ جاری رکھا جاتا ہے۔ آگ پر تیل بھی ڈالا جاتا ہے اور اظہارِ افسوس بھی کیا جاتا ہے۔ سلامتی کونسل کے طویل اجلاس ہوتے ہیں۔ مذمتی قراردادیں منظور ہوتی ہیں۔ جب مغرب سمجھتا ہے کہ ہدف حاصل ہو گیا تو بعض اوقات آگ کو ٹھنڈا بھی کر دیا جاتا ہے۔ گزشتہ پون صدی کے واقعات کا جائزہ لیں آپ کو یونہی ہوتا دکھائی دے گا۔ آخر میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ یہ مسلمانوں کے اپنے کرتوتوں کا نتیجہ ہے۔ مسلمان باہمی سر پھٹول میں مصروف ہیں۔ وہ اپنوں کے خلاف اغیار کی مالی اور عسکری مدد حاصل کرتے ہیں۔ وہ فرقہ واریت کی بنیاد پر باہم خونریزی کرتے ہیں جبکہ عالم کفر کا مقابلہ کرنے کے لیے عالم اسلام کے اتحاد کے سوا کوئی دوسرا راستہ نہیں۔ لیکن مسلمان ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لیے مالی، ذہنی اور عسکری قوت کھپا رہے ہیں۔ یہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے دکھائے ہوئے راستے سے انحراف کا نتیجہ ہے جو امت بھگت رہی ہے۔ مسلمانوں کو پیش آنے والے مسائل اور مصائب کا ایک ہی حل ہے کہ مسلمان ذاتی سطح پر بھی حقیقی مسلمان بن جائیں اور اس نظام کو بھی نافذ کریں جس کی طرف قرآن و حدیث ہماری واضح رہنمائی کرتے ہیں یعنی اسلام کے نظامِ عدل اجتماعی کو بالفعل قائم کریں۔

ہو گیا مانندِ آب ارزاں مسلماں کا لہو

# تنظیم اسلامی کی استحکام پاکستان مہم

## (قرآنی تعلیمات کی روشنی میں)

**مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 2 مارچ 2018ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص**

محترم قارئین! 23 مارچ کا دن پاکستان کی تاریخ میں بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے کیونکہ 23 مارچ 1940ء کو قراردادِ پاکستان منظور ہوئی تھی جو کہ بعد میں قیام پاکستان کی تمہید بنی۔ اسی مہینے سے ہم تنظیم اسلامی کے تحت ملک گیر سطح پر استحکام پاکستان مہم شروع کر رہے ہیں۔ اس لیے کہ آج پاکستان شدید طور پر عدم استحکام کا شکار ہے۔ اندرونی طور پر ایک طرف ملک سیاسی عدم استحکام کا شکار ہے اور دوسری طرف معاشی لحاظ سے دیوالیہ ہونے کے قریب ہے۔ ملک کے اہم ترین قومی ادارے آپس میں متصادم ہیں جو کہ ملکی سالمیت اور بقا کے لیے انتہائی مہلک ہے۔ بیرونی طور پر بھی پاکستان عالمی قوتوں کے شدید دباؤ کا شکار ہے۔ اب امریکہ نے ہمیں خاص طور پر فوکس کر لیا ہے اور دن بدن پاکستان پر اس کے اعتاب میں اضافہ ہو رہا ہے۔ وہ افغانستان میں اپنی ناکامی کا سارا ملبہ پاکستان پر ڈال رہا ہے۔ نائن الیون کے موقع پر امریکہ کی طرف سے جو یقین دہانیاں کرائی گئی تھیں کہ اس سے پہلے ہمارا پاکستان کے ساتھ سلوک ٹھیک نہیں رہا، لیکن اب ہماری دوستی اٹل ہے اور اس دوستی میں اب ہم کوئی کمی نہیں آنے دیں گے۔ اس وقت پاکستان کو بڑا اونچا سٹیٹس دیا گیا تھا۔ اس لیے کہ اس وقت کے ہمارے فرمانروا پرویز مشرف نے بغیر کسی مشاورت کے یک طرفہ طور پر امریکہ کی تمام شرائط مان لی تھیں۔ یہاں تک کہ اس وقت کے امریکہ کے سیکرٹری آف سٹیٹ نے بعد میں اپنی کتاب میں لکھا کہ ہمارا خیال تھا کہ پاکستان یہ سارے مطالبات ماننے میں کچھ ہچکچاہٹ محسوس کرے گا اور ہمارے درمیان مذاکرات ہوں گے۔ کچھ مطالبات مان لیے جائیں گے اور کچھ نہیں مانے جائیں گے۔ یعنی وہ ہم سے کچھ مطالبات کی توقع کر رہے تھے۔ لیکن وہ کہتا ہے کہ ہمیں حیرت کی انتہا نہیں رہی کہ بلاچوں وچرا ہمارے سارے مطالبات مان لیے گئے۔ یعنی ہم مکمل طور پر امریکہ کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے۔ آج وہی امریکہ اپنی ناکامی کا سارا الزام ہمارے اوپر دھر رہا ہے اور اس وقت یہ صورت حال پاکستان کی سالمیت کے اعتبار سے کافی گھمبیر بنی ہوئی ہے۔ اسی طرح یورپی یونین بھی بار بار دباؤ ڈال رہی ہے۔ حال ہی میں یورپی یونین نے پاکستان کے جی ایس پی پلس سٹیٹس کے لیے شرائط رکھی ہیں۔ ان شرائط میں خاص

**مرتب: ابو ابراہیم**

طور پر اقلیتوں کے حقوق اور آسیہ بی بی کی رہائی سرفہرست ہیں۔ اقلیتوں کے حقوق کے حوالے سے تو میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے عام شہریوں کو اتنے حقوق حاصل نہیں ہیں جتنے اقلیتوں کو حاصل ہیں۔ ان کے ساتھ حسن سلوک اچھی بات ہے۔ لیکن اگر کوئی عیسائی مسلمان ہو جائے تو یہ اتنا بڑا جرم بن جاتا ہے کہ پھر ہماری عدالتیں بھی اس کو پناہ نہیں دیتیں۔ بجائے اس کے کہ اس کو سپورٹ کیا جائے سرکاری طور پر اسے مطعون کیا جاتا ہے، یہاں تک کہ اس کا قافیہ حیات تنگ کر دیا جاتا ہے۔ گویا دنیا تو حقوق کا مطالبہ کرتی ہے مگر ہم اس سے بھی بڑھ کر ان کے ساتھ تعاون کر رہے ہیں۔ چنانچہ دوسری شرط یہ رکھی گئی کہ ملعون آسیہ بی بی کو رہا کیا جائے تب پاکستان کا جی ایس پی پلس سٹیٹس بحال ہوگا۔ جی ایس پی سٹیٹس ختم ہونے کا مطلب ہے کہ ہماری ٹیکسٹائل انڈسٹری بیٹھ جائے گی۔ لیکن دوسری طرف ملعونہ آسیہ کا کیس ایسا نہیں ہے کہ اس میں کوئی شبہ ہو۔ اس نے باقاعدہ جرم کا اقرار کیا ہے اور اس کو جو سزا سنائی گئی ہے وہ ہمارے آئین کا حصہ ہے۔ عدالت نے اس کو دس سال پہلے موت کی سزا سنا دی تھی مگر اب تک اس پر عمل درآمد نہیں ہوا۔ جبکہ ممتاز قادری کو فوری طور پر پھانسی دے دی گئی۔ گویا جو عاشق رسول تھا اس کو سزا دینے میں کوئی تاخیر نہیں کی گئی لیکن جو گستاخ رسول ہے اس کو یہاں سزا نہیں دی جا سکتی۔ بلکہ ایک موقع پر حکومت اس کو رہا کرنے پر تل گئی تھی لیکن جب دینی جماعتوں نے تحریک چلائی تو پھر حکومت ایسا نہ کر سکی۔ اس کا مطلب ہے کہ کہنے کو تو ہم آزاد ہیں لیکن حقیقت میں غلام ہیں۔ یہ سب کچھ کیوں ہے؟ ساری دنیا میں ہمارے ساتھ یہ سوتیلا سلوک کیوں ہو رہا ہے؟ اس کا حقیقت پسندانہ تجزیہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اصل بات اقبال نے کہہ دی ہے کہ ؎

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمیؐ
ان کی جمعیت کا ہے ملک و نسب پر انحصار
قوت مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تری

یعنی یہ مت سوچو کہ مغرب نے جس طرح ترقی کی ہے ہم بھی اُن کے نقش قدم پر چل کر اُسی طرح ترقی کر لیں گے۔ دوسری قومیں بڑی متحد اور مستحکم ہیں ہم بھی ان کی نقالی کریں گے تو ہمارا ملک بھی اسی طرح مستحکم ہو جائے گا۔ جیسے کہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب یورپ میں ٹیمیں بھیجتے تھے کہ وہاں جا کر جائزہ لو کہ ان قوموں نے کیسے ترقی کی ہے اور واپس آ کر رپورٹ دو تا کہ ہم بھی ان کی طرح قدم اُٹھائیں۔ نظام تعلیم کے حوالے سے بھی ہم

مغرب کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ جیسا نظام تعلیم وہاں پر ہے وہی یہاں بھی ہونا چاہیے۔ جبکہ اقبال اسی سوچ کی نفی کر رہے ہیں کہ ایک اسلامی ملک کے استحکام اور ترقی کے پیمانے کچھ اور ہیں اور غیر مسلم ممالک کے طریقے کچھ اور ہیں۔ یعنی دنیا کی باقی قومیں جن بنیادوں پر ترقی کرتی ہیں تو وہ بنیادیں اُن کے اپنے لیے ہیں، ہمارے لیے نہیں ہیں۔ مغرب کی طرف دیکھ کر یہ سوچنا کہ ہمارے ہاں بھی مغرب کی طرح مخلوط تعلیم ہونی چاہیے، اسمبلیوں میں خواتین سیٹیں ہونی چاہییں۔ چاہے اس کے لیے خصوصی نشستوں کا اہتمام کیا جائے جو مغرب میں بھی نہیں ہوتا۔ یہ بڑا خوفناک اور اندوہناک قدم ہے جس کے نتیجے میں ملک تیزی سے گراوٹ کی طرف جا رہا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں واضح فرمادیا ہے کہ:

﴿وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝﴾ ''اور تم ہی سربلند رہو گے اگر تم مؤمن ہوئے۔'' (آل عمران:139)

آج کی مادہ پرستانہ دنیا میں دیکھا جا سکتا ہے کہ مذہبی عناصر بھی اس سوچ سے ہٹ چکے ہیں۔ الاماشاءاللہ۔ حالانکہ مسلمانوں کی قوت کا دارومدار، دنیا میں سربلندی اور عزت صرف اس پر منحصر ہے کہ ہم ایمان کے تقاضوں کو پورا کریں۔ یہ اللہ کا اٹل فیصلہ ہے۔ اس میں کوئی ابہام نہیں ہے۔ اسی کی وضاحت کرتے ہوئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ:

''اللہ تعالیٰ اسی کتاب کے ذریعے سے کچھ قوموں کو بامِ عروج تک پہنچائے گا اور اسی کو ترک کرنے کے باعث کچھ کو ذلیل وخوار کردے گا۔'' (مسلم)

مسلمان قرآن کو مضبوطی سے تھامیں، اپنے دینی تقاضے پورے کریں تو اللہ تعالیٰ انہیں سربلندی اور عزت عطا کرے گا۔ دنیا میں اقتدار، غلبہ اور شہرت سب کچھ ملے گا اور اگر دین، قرآن سے پیچھے ہٹ گئے تو پھر اللہ تعالیٰ ذلیل وخوار کرے گا۔ ہم اگر رسول ہاشمی ﷺ کی امت میں سے ہیں اور اس پر فخر کرتے ہیں تو پھر ہمیں اپنی آنکھیں کھولنی پڑیں گیکہ اس ملک کی بقاء، اس کی ترقی، اس کی عزت اسلام کو قائم کرنے اور اس کے تقاضے پورے کرنے میں مضمر ہے۔

پاکستان کا وجود کسی معجزے سے کم نہیں ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری دعاؤں اور قربانیوں کے نتیجے میں ہمیں عطا کیا تھا۔ ہم نے بحیثیت قوم اللہ سبحانہٗ تعالیٰ سے وعدہ کیا تھا کہ اگر تو ہمیں انگریز کی غلامی اور ہندو کی بالادستی سے نجات دلا کر ایک آزاد خطہ عطا کرے گا تو ہم لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ کی بنیاد پر ایک اجتماعی نظام قائم کر کے دنیا کے سامنے ایک مثالی اسلامی ریاست کا نمونہ پیش کریں گے۔ جبکہ زمینی حقائق یہ تھے کہ بظاہر مسلمانوں کے لیے کسی آزاد خطے کے حصول کا دور دور تک کوئی امکان تھا ہی نہیں۔ مسلمانوں نے آٹھ سو سال برصغیر پر حکومت کی۔ اس کے بعد انگریز آئے اور مسلمان کمزور ہو گئے۔ انگریزوں نے ہندوؤں کو ہر سطح پر سپورٹ کیا، انہیں مسلمانوں پر ترجیح دی اور ہر شعبے میں ان کو آگے بڑھایا۔ چنانچہ ہندو انگریز کی مدد سے تعلیم، روزگار، معیشت سمیت تمام شعبوں میں مسلمانوں سے آگے نکل گئے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ انگریزوں نے ہندوؤں کے دلوں میں مسلمانوں کے خلاف نفرت کوٹ کوٹ کر بھر دی۔ انہیں بتایا گیا کہ باہر سے آئے ہوئے مٹھی بھر مسلمانوں نے تم پر آٹھ سو سال حکومت کی جو کہ تمہارے ساتھ ایک بہت بڑا ظلم تھا۔ حالانکہ ایسا بالکل نہیں تھا، مسلمانوں کی حکومتوں میں اوپر کے لیول پر اگرچہ بادشاہی نظام تھا لیکن نیچے کی سطح پر شرعی نظام رائج تھا۔ عدالتیں اسلامی قوانین کے مطابق فیصلے کرتی تھیں لہٰذا ہندوؤں کے ساتھ رواداری برتی جاتی تھی اور وہ مسلمان حکومتوں میں بڑے بڑے عہدوں پر بھی فائز رہے۔ اس وقت ہندوؤں کو مسلمانوں سے کوئی شکایت نہیں تھی۔ یہی وجہ تھی کہ 1857ء کی جنگ آزادی میں ہندو اور مسلمان ساتھ ساتھ تھے۔ مگر بعد میں انگریزوں نے عیاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے devide and rule کے فارمولے کے تحت ہندوؤں کو مسلمانوں کے خلاف اُکسانا شروع کیا تحت اور اس کے ساتھ ساتھ انگریزوں نے برصغیر کی تاریخ کو بھی مسخ کر کے اپنی مرضی

پریس ریلیز 09 مارچ 2018ء

## غوطہ کے شہریوں پر شام اور روس کی اندھا دھند بمباری سے پورا علاقہ خون میں نہا گیا ہے

## مسلمان حکمران اور عوام دونوں ٹس سے مس نہیں ہو رہے

## ہمیں اللہ اور رسول ؐ کا دامن تھامنا ہو گا تاکہ اپنے اور اللہ کے دشمنوں کا مردانہ وار مقابلہ کرسکیں

### حافظ عاکف سعید

شام میں انسانی تاریخ کے بدترین المیہ نے جنم لیا۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ شام کے دارالخلافہ دمشق کے نواح میں واقع غوطہ کے باسیوں کو بشار الاسد کی حکومت نے ایک عرصہ سے علاقے میں محصور کر دیا تھا۔ مرد و زن غذا اور دوا کے لیے ایڑیاں رگڑ رہے تھے اور معصوم بچے بھوک سے بلک رہے تھے۔ اب غوطہ کے ان شہریوں پر شام اور روس کی فضائیہ نے اندھا دھند بمباری کی ہے جس سے یہ علاقہ خون سے نہا گیا ہے لاشیں بکھری ہوئی ہیں اور زخمیوں کی مدد کے لیے کوئی نہیں پہنچ رہا۔ اس المیہ پر مغرب کے کچھ لوگ بھی چیخ اٹھے ہیں لیکن مسلمان حکمران اور عوام دونوں ٹس سے مس نہیں ہو رہے اور بدستور لاتعلقی کا اظہار رہے۔ پاکستانی حکومت اور عوام بھی مجرمانہ خاموشی اختیار کیے ہوئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان سمیت امتِ مسلمہ میں جان نہیں ہے۔ ہمارا میڈیا جو فلمی اداکاراؤں کی موت پر طوفان اٹھا دیتا ہے۔ پُراسرار خاموشی اختیار کیے ہوئے ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ سمجھنا بہت بڑی غلط فہمی ہو گی کہ یہ قتل وغارت اور درندگی شام تک محدود رہے گی۔ ہمیں اللہ اور رسول ؐ کا دامن تھامنا ہو گا تاکہ اپنے اور اللہ کے دشمنوں کا مردانہ وار مقابلہ کرسکیں۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی)

کی تاریخ مرتب کی جس میں مسلمانوں کو ظالم، جابر اور غاصب ظاہر کیا گیا۔ چنانچہ ہندو کسی صورت میں بھی یہ تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں تھے کہ برصغیر میں مسلمانوں کے لیے ایک علیحدہ ملک بن جائے۔ ان کا سب سے بڑا قائد گاندھی تھا، جو کہتا تھا کہ پاکستان میری لاش پر ہی بن سکتا ہے ورنہ نہیں۔ ان حالات میں جبکہ انگریز، ہندو اور مسلمانوں کا بھی ایک طبقہ پاکستان بننے کے خلاف تھا، پاکستان کے بن جانے کا کوئی امکان نہیں تھا۔ لیکن سورۃ الانفال میں جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

’’اور یاد کرو جبکہ تم تھوڑی تعداد میں تھے اور زمین میں دبا لیے گئے تھے، تمہیں اندیشہ تھا کہ لوگ تمہیں اُچک لے جائیں گے، تو اللہ نے تمہیں پناہ کی جگہ دے دی اور تمہاری مدد کی اپنی خاص نصرت سے اور تمہیں بہترین پاکیزہ رزق عطا کیا، تاکہ تم شکر ادا کرو۔‘‘ (آیت:26)

یہ آیات اصلاً تو مکہ کے مسلمانوں کے لیے اُتری تھیں لیکن وہی الفاظ پاکستان کی تاریخ پر بھی منطبق ہو رہے ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ بالکل مسلمانانِ پاکستان کو مخاطب کیا جا رہا ہے۔ یہ بھی برصغیر میں قلیل تعداد میں ہونے کی وجہ سے دبا لیے گئے، انگریز اور ہندو دونوں ان کے دشمن بن گئے تھے اور انہیں اندیشہ تھا کہ دشمن انہیں صفحۂ ہستی سے ہی مٹا ڈالیں گے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ اس وقت ہندوؤں نے برصغیر میں شدھی اور سنگھٹن تحریکیں شروع کر رکھی تھیں جن کا واحد مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کو دوبارہ ہندوازم میں لایا جائے۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ باہر سے تو تھوڑے ہی مسلمان آئے ہیں، باقی یہیں کے مقامی لوگ ہیں جو مسلمان ہوگئے ہیں۔ لہٰذا ہندو اب ان کو دوبارہ ہندومت میں لانے کی بھرپور پلاننگ کر رہے تھے۔ یہ تحریکیں برصغیر میں بڑے زور و شور سے شروع ہوئیں اور اس کے نتیجے میں کافی مسلمان ہندو بن گئے تھے۔ خاص طور پر میوات کے علاقے میں یہ تحریک بڑی کامیاب جا رہی تھی۔ اس لیے کہ لوگ مسلمان تو ہوگئے تھے، نام مسلمانوں والے تھے لیکن دین کا کچھ پتا نہیں تھا کہ شریعت کیا ہے، لہٰذا جن جن علاقوں میں علمِ دین کی شعاعیں نہیں پہنچی تھیں وہاں کے لوگ بڑی تیزی سے واپس ہندوازم میں جانا شروع ہوگئے۔ اس وقت یہی اندیشہ ہو رہا تھا کہ یہ ہندو ہمیں بالکل ختم کر کے چھوڑے گا۔ ان حالات میں علیحدہ وطن کا حاصل ہو جانا ایک معجزہ ہی تھا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی تائید سے حاصل ہوا تھا۔ یہی بات قائداعظم نے اپنے آخری ایام میں کہی تھی۔ ڈاکٹر ریاض علی شاہ جو قائداعظم کے معالج تھے، بالکل آخری ایام میں ان کے ساتھ تھے۔ کہتے ہیں ایک دن ہمیں محسوس ہوا کہ قائداعظم کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ جب ہم نے غور کیا تو وہ کہہ رہے تھے تم اندازہ نہیں کر سکتے کہ جب میں یہ سوچتا ہوں کہ پاکستان بن گیا ہے تو مجھے کتنی خوشی ہوتی ہے۔ مگر ایسا صرف اللہ کی نصرت اور فیضانِ رسول ﷺ سے ممکن ہوا ہے۔ اب مسلمانانِ پاکستان کو چاہیے کہ وہ یہاں خلافتِ راشدہ کا نمونہ قائم کریں۔

ایک ہے انفرادی لحاظ سے اسلام پر عمل کرنا۔ یہ مسلمانوں میں آج بھی کہیں کہیں نظر آجائے گا۔ جیسا کہ اقبال نے کہا ؎

خال خال اس قوم میں اب تک نظر آتے ہیں وہ
کرتے ہیں اشکِ سحر گاہی سے جو ظالم وضو

مگر جو اسلام کا اجتماعی نظام ہے وہ کہاں ہے؟ وہ تو سرے سے ہے ہی نہیں۔ آج پاکستان میں اسلام رتی بھر بھی نہیں ہے۔ سارا نظام انگریز کا ہم چلا رہے ہیں۔ حالانکہ یہ پاکستان اللہ سبحانہٗ کی غیبی تائید سے وجود میں آیا تھا اور قائداعظم کی یہ بات بالکل صحیح ہے کہ اب مسلمانوں کے لیے یہاں اسلام نافذ کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں رہی تھی۔ جب اس خطے میں سو فیصد مسلمان ہیں۔ اب یہاں نہ انگریز رکاوٹ ہے، نہ ہندو رکاوٹ ہے، نہ سکھ رکاوٹ ہے۔ اب تو مسلمانوں کے لیے کوئی آپشن ہی نہیں ہے سوائے اس کے کہ وہی اصل نظام جو حضور ﷺ نے دیا تھا وہ قائم کریں۔ سو فیصد یہی بات ہے جو قرآن میں ہے۔

﴿فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۲۶﴾ ’’تو اللہ نے تمہیں پناہ کی جگہ دے دی اور تمہاری مدد کی اپنی خاص نصرت سے اور تمہیں بہترین پاکیزہ رزق عطا کیا، تاکہ تم شکر ادا کرو۔‘‘

شکر کا تقاضا یہ تھا کہ بلا تاخیر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے دین کو قائم و نافذ کرتے۔ مگر تاخیر ہوتے ہوتے 70 سال ہو چکے۔ ہماری اس مجرمانہ غفلت کی وجہ سے ہمارا آدھا جسم کٹ چکا ہے مگر سبق ہم نے پھر بھی نہیں سیکھا۔ اب بھی یہ پاکستان انڈیا کے سینے کا ناسور بنا ہوا ہے، آج بھی ہم وہیں کھڑے ہیں جہاں 1947ء میں کھڑے تھے۔ یہ ہمارا بہت بڑا المیہ ہے۔

اللہ تعالیٰ جب کسی فرد یا قوم کو کوئی بہت بڑا انعام عطا کرے اور اس کے بعد وہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی نعمت کی ناقدری کرے اور ناشکرا بن جائے تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا سورۃ التوبہ میں یہ مضمون آیا ہے۔

’’اور ان میں وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر وہ ہمیں اپنے فضل سے نواز دے گا تو ہم خوب صدقہ و خیرات کریں گے اور نیک بن جائیں گے‘ پھر جب اللہ نے انہیں نواز دیا اپنے فضل سے (غنی کر دیا) تو انہوں نے اس دولت کے ساتھ بخل کیا اور پیٹھ موڑ لی اور اعراض کیا۔‘‘ تو اللہ نے سزا کے طور پر ڈال دیا ان کے دلوں میں نفاق‘ (اور یہ نفاق اب رہے گا) اُس دن تک جس دن یہ لوگ ملاقات کریں گے اُس سے‘ بسبب اُس وعدہ خلافی کے جو انہوں نے اللہ سے کی اور بسبب اس جھوٹ کے جو وہ بولتے رہے۔‘‘ (آیت:75تا77)

ایک شخص تھا جو حضور ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے لیے دعا کریں کہ میرے کاروبار میں برکت ہو جائے۔ اس کے پاس کچھ بھیڑ بکریاں تھیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ٹال دیا۔ وہ پھر دوسری طرف سے آگیا، پھر آپ ﷺ نے ٹال دیا۔ کیونکہ آپ ﷺ کی فراست دیکھ رہی تھی کہ یہ اپنے لیے کوئی مصیبت پیدا کر رہا ہے۔ لیکن جب وہ بہت ہی مصر ہوا تو آپ ﷺ نے دعا کر دی جس سے اس کے ریوڑ میں بہت برکت ہوگئی اور مدینہ سے باہر وادیاں اس کے ریوڑ سے بھر گئیں۔ لیکن جب مسلمان سال کے بعد اس سے زکوٰۃ لینے کے لیے گئے تو اس نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ آنحضور ﷺ کو علم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس نے اپنے لیے بہت بُرا کیا ہے۔ آپ ﷺ نے بڑے سخت الفاظ اس کے لیے استعمال کیے۔ اس کے رشتہ داروں کو پتا چلا تو وہ اس کے پاس گئے کہ دیکھو اللہ کے رسول ﷺ نے تمہارے لیے بددعا کی ہے۔ تم جا کے معافی مانگو۔ پہلے تو وہ مانا نہیں لیکن پھر ان کے دباؤ پر چلا گیا۔ بہرحال اسی کے بارے میں قرآن میں یہ آیت نازل ہوئی۔ والد محترم رحمہ اللہ کی زبان سے یقیناً آپ نے سنا ہوگا وہ کہتے تھے کہ پاکستان کا معاملہ بھی یہی ہے کہ ہم نے رب سے دعا کی ایک ایسے ملک کے لیے بظاہر جس کے بننے کا کوئی امکان نہیں تھا۔ معجزانہ طور پر اللہ نے ہمیں یہ ملک عطا کر دیا اور یہ ایسا بہترین خطہ ہے کہ ہر طرح کے وسائل سے مالا مال ہے۔ لہٰذا شکر گزاری کا تقاضا تو یہ تھا کہ ہم یہاں دین کو قائم کرتے کیوں کہ ہم نے وعدہ کیا تھا کہ اگر ہمیں یہ ملک حاصل ہو جائے تو ہم اللہ کے دین کو قائم کریں گے، اللہ

کے شکر گزار بنیں گے مگر ہم اپنے وعدے سے مکر گئے۔اس کی پاداش میں اس قوم میں اللہ تعالیٰ نے نفاق ڈال دیا۔ایک حدیث کی رو سے منافق کی چار نشانیاں ہیں۔1۔جب بولے تو جھوٹ بولے۔2۔جب اُس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے۔3۔جب وعدہ کرے تو پورا نہ کرے۔4۔جب جھگڑا کرے تو گالی گلوچ کرے۔

آج یہ چاروں نشانیاں ہم میں موجود ہیں۔جھوٹ کو ہمارے معاشرے میں برائی سمجھا ہی نہیں جاتا۔اپنے مفاد کے لیے جھوٹ بولنا ہر شخص اپنا حق سمجھتا ہے۔امانت صرف یہی نہیں ہے کہ کسی کے پاس اپنا مال رکھوا دیا۔بلکہ ہر ذمہ داری، ہر منصب، ہر عہدہ بھی ایک امانت ہے۔خاص طور پر ملکی اعتبار سے سرکاری ذمہ داری کلی طور پر امانت ہے۔لیکن اس ذمہ داری کے حوالے سے ہمارا تاثر عام طور پر یہ ہے کہ اپنے عہدے سے بھرپور ناجائز فائدہ اٹھایا جائے۔اگر آپ کسی اچھے عہدے پر ہوں تو آپ کے سارے عزیز رشتہ دار آپ کے پاس اکٹھے ہو جائیں گے۔دوستی اور رشتہ داری کا لازمی تقاضا یہ سمجھا جاتا ہے کہ غلط بات بھی مانو۔اگر کوئی میرٹ پر نہیں بھی اُترتا تو پھر بھی اس کا کام ہر حال میں ہونا چاہیے۔اس وقت ملک میں صادق اور امین پر کافی بحث ہو رہی ہے۔یہ عمالکم اعمالکم والا ہی معاملہ ہے کہ جیسے ہمارے اعمال ہیں ویسے ہی ہم پر حکمران بھی مسلط ہیں۔حکمران ہماری پوری قومی اخلاقی حالت کا عکس ہیں۔الا ماشاءاللہ۔

اسی طرح ہم نے وعدہ کیا تھا کہ ہم اس ملک میں اسلامی نظام لائیں گے مگر ہم نے اللہ کے ساتھ وعدہ خلافی کی اور دھڑلے سے کی۔ہمارے ہاں جو حکمران طبقہ ہے وہ تو شروع سے ہی سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھا ہوا ہے۔لہٰذا دین سے لاتعلق بیوروکریسی وہیں سے بن کر آتی ہے اور اس کا جو کردار ہے وہ سب کے سامنے ہے۔پچھلے دنوں ایک صاحب نے لکھا کہ مولویوں کو آپ بہت برا بھلا کہتے ہیں کہ انہوں نے یہ کیا وہ کیا۔جبکہ 1947ء سے لے کر آج حکومت انہی کے ہاتھوں میں رہی ہے جو کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھ کر آئے ہیں۔لہٰذا اس تباہی کا زیادہ ذمہ دار کون ہے جس کے کنارے آج ملک پہنچ چکا ہے۔اگرچہ یہ بھی حقیقت ہے کہ اگر حکمران طبقہ ٹھیک نہ تھا تو پھر علماء کو اپنا کردار ادا کرنا چاہیے تھا مگر وہ بھی سیاست کی دلدل میں ایسے غرق ہوئے کہ بقول شاعر

اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں
نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے
الیکشن، ممبری، کونسل، صدارت
بنائے خوب آزادی نے پھندے

علماء نے بھی اسی کو اپنا منتہائے مقصود بنا لیا کہ اگر اسلام آئے تو اسی راستے سے آئے گا نہیں تو پانچ سو سال اور گزر جائیں گے کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے۔لیکن اب مہلت ہمارے پاس کتنی ہے یہ اللہ ہی کو پتا ہے اور کیوں ہمیں اللہ نے مہلت دی رکھی ہے۔یہ بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے ورنہ بڑے عذاب کے لیے ہم نے اپنے آپ کو ثابت کر دیا ہے۔

آج کل قائد اعظم کے بارے میں شکوک وشبہات پھیلائے جا رہے ہیں کہ قائد اعظم تو ایک سیکولر آدمی تھے اور ان کے ذہن میں کوئی اسلامی نظام کا نقشہ نہیں تھا۔حالانکہ 100 سے زیادہ بیانات ایسے ہیں جن سے بالکل واضح ہوتا ہے کہ وہ پاکستان کو ایک اسلامی فلاحی مثالی ریاست بنانا چاہتے تھے۔اس حوالے سے والد محترم رحمہ اللہ نے علامہ اقبال، قائد اعظم اور نظریۂ پاکستان کے عنوان سے پاکستان کے مختلف بڑے شہروں میں خطاب کیے تھے۔اب ان کا خلاصہ ''قائد اعظم، علامہ اقبال اور نظریۂ پاکستان'' کے عنوان سے کتابی شکل میں موجود ہے۔قائد اعظم نے پشاور میں سٹیٹ بینک کی عمارت کے افتتاح کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ:''میں اشتیاق اور دلچسپی سے معلوم کرتا رہوں گا کہ آپ کی ریسرچ آرگنائزیشن بینکاری کے ایسے طریقے کس خوبی سے وضع کرتی ہے جو معاشرتی اور اقتصادی زندگی کے اسلامی تصورات کے مطابق ہوں۔مغرب کے معاشی نظام نے انسانیت کے لیے بے شمار مسائل پیدا کر دیے ہیں اکثر لوگوں کی یہ رائے ہے کہ مغرب کو اس تباہی سے کوئی معجزہ ہی بچا سکتا ہے۔یہ تباہی مغرب کی وجہ سے ہی دنیا کے سر پر منڈلا رہی ہے۔مغربی نظام انسانوں کے مابین انصاف اور بین الاقوامی میدان میں آویزش اور چپقلش دور کرنے میں ناکام رہا ہے۔''

اس وقت دنیا میں اصل مسئلہ ہی سود کا نظام ہے۔انہوں نے سود کو condum کیا اور کہا کہ صحیح اسلامی معاشی نظام آنا چاہیے۔یہ ان کے انتقال سے چند ماہ پہلے کی بات ہے۔لیکن ہمارے دانشور یہ ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں کہ پاکستان بنا تو تھا لیکن یہ اسلام کے نام پر نہیں بنا تھا اس کے صرف معاشی محرکات تھے۔اگر ایسا تھا تو تب بھی بحیثیت مسلمان ہماری اخلاقی، دینی، روحانی اور ہر اعتبار سے ذمہ داری ہے کہ اگر ہمیں آزاد خطہ مل گیا ہے تو ہم خود بھی اللہ و رسول ﷺ کے تابع فرمان ہوں اور اللہ و رسول ﷺ کا دیا ہوا نظام قائم کریں۔جب ہمیں اختیار مل گیا تو ہمارے پاس دوسرا آپشن کوئی نہیں ہونا چاہیے تھا لیکن ہمارا یہ المیہ ہے کہ ہم اس ذمہ داری سے منحرف ہو رہے ہیں۔

لہٰذا ہم چاہتے ہیں کہ تنظیم اسلامی کے پلیٹ فارم سے استحکام پاکستان مہم چلائی جائے تاکہ کم از کم قوم کو پتا تو لگے کہ قائد اعظم کی اصل سوچ اور ہماری اصل منزل کیا تھی اور اس وقت ہم کہاں کھڑے ہیں؟ اس وقت ہم اللہ کے عذاب کو دعوت دے رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس عذاب سے بچائے۔لیکن ہمارے گرد شکنجہ کسا جا رہا ہے۔اگر اللہ کی مدد و نصرت ہو گی تو پھر کوئی بڑے سے بڑا شکنجہ چاہے وہ امریکہ کا ہو یا پوری دنیا کا ہو اس کی کوئی حیثیت نہیں۔اللہ کے جو مخلص بندے تھے وہ نہتے ہونے کے باوجود بھی اللہ کے بھروسے پر ڈٹے رہے، آج ساری دنیا کی طاقتیں مل کر بھی اُن کو زیر نہیں کر سکیں۔حالانکہ سائنس و ٹیکنالوجی میں عالمی طاقتوں کی ترقی ماؤنٹ ایورسٹ کو بھی نیچا دکھا رہی ہے۔اسی طرح ہم بھی تب بچ سکیں گے جب ہمارے ساتھ اللہ کی مدد ہو گی اور اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم اللہ و رسول ﷺ کے وفادار بن جائیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں سچے مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

## دعائے صحت کی اپیل

- ☆ بہاولپور تنظیم کے رفیق رضا حسن کی والدہ بیمار ہیں
- ☆ بہاولپور تنظیم کے رفیق مشہود اختر کی والدہ شدید بیمار ہیں
- ☆ نقیب اسرہ ملتان غربی حامد رضا انصاری دل کے عارضہ میں مبتلا ہیں
- ☆ حلقہ کراچی وسطی، بنوری ٹاؤن کے ناظم تربیت جناب عادل مامون روڈ ایکسیڈنٹ میں زخمی ہو گئے

رابطہ: عادل مامون: 0324-2520092

اللہ تعالیٰ مریضوں کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔قارئین اور رفقاء و احباب سے بھی دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com


# حرفے چند با اُمّتِ عربیہ — 1 — عالمِ عرب سے چند گزارشات

ایک صدی قبل کا عالمِ عرب عظیم عثمانی سلطنت (GREAT OTTOMAN (1924-1301) EMPIRE) کا حصہ تھا اور صدیوں سے پُرسکون تھا۔ یورپی اقوام صہیونیت کے ہاتھوں کھیل رہی تھیں اور پوری انیسویں صدی عثمانی سلطنت کے جسم سے گوشت کاٹنے کی طرح ملکوں کو ہر ممکن سازش سے الگ کر رہے تھے۔ وسطی افریقہ اور جنوبی افریقہ اٹھارھویں صدی میں اسلامی حکومت کے سایۂ عاطفت سے محروم ہو کر برطانوی وفرانسیسی خونخواروں کے ہاتھ میں جا چکا تھا۔ روس مشرقی حصے کاٹ رہا تھا اور بالآخر پہلی جنگ عظیم سے قبل سارے یورپی مقبوضات عثمانی سلطنت کے ہاتھ سے نکل چکے تھے۔ شمالی افریقہ کے ممالک مصر، لیبیا، الجزائر وغیرہ پر فرانسیسی واطالوی قابض ہو گئے تھے۔ مصر بالآخر 1850ء میں برطانیہ نے فتح کر لیا یوں محسوس ہوتا ہے کہ عالمی استعمار عالمی نقشہ کو میز پر سجا کر یورپی اقوام کو عثمانی سلطنت کے حصے تقسیم کر رہا تھا۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد سلطنت عثمانیہ کو جرمنی کے ہاتھوں شکست ہوئی تو مشرقِ وسطیٰ کا سارا عرب علاقہ بھی یورپی اقوام نے بندروں کی طرح بانٹ لیا اور جزیرہ نمائے عرب بھی بالآخر سعودی خاندان نے فتح کر لیا۔ 1924ء میں سقوطِ خلافت کے بعد یورپی اقوام بالخصوص منحوس برطانوی استعمار نے اپنے ایجنٹوں (جیسے لارنس آف عریبا وغیرہ) کے ذریعے عرب خطّے میں باہمی خلفشار کے ایسے بیج بوئے کہ الامان الحفیظ۔ اسرائیل کی بنیاد 1917ء کے اعلان بالفور سے رکھ دی گئی تھی جو بالآخر مئی 1948ء میں آزاد ریاست کی حیثیت سے دنیا کے نقشے پر اُبھر آیا۔ تاجِ برطانیہ اور صہیونی استعمار کے بچھائے ہوئے کانٹے آج تک صاف نہیں ہو سکے۔ علامہ اقبال نے 1934ء میں 'پس چہ باید کرد' مکمل کی تھی۔ اوپر مذکورہ عرصے میں عالم عرب پر نکبت وادبار کے سائے مزید گہرے ہو گئے، علامہ اقبال نے ان اشعار میں تین عشروں کے ان ہی حالات وواقعات کی طرف اشارہ کیا ہے اور عربوں کو ان چودہ صدیوں کا ماضی یاد دلا کر دعوتِ فکر دی ہے حالیہ زوال اور مغربی غلامی کا احساسِ (زیاں) یاد دلایا ہے۔ عالم اسلام کو برطانوی سامراج اور اسرائیلی ذہنیت کے دیے ہوئے ان دکھوں کے تذکرے میں آیئے آپ بھی چند آنسو بہا لیں تو دل کا بوجھ ہلکا ہو جائے گا۔

1 اے در و دشتِ تو باقی تا ابد — نعرۂ لَا قَیصر و کِسریٰ کہ زد؟

اے امت عربیہ! تیرے راستے اور صحرا (حضرت محمد ﷺ کی آمد سے) سدا باقی رہیں گے (اسلام کا دامن تھام کر) تو نے ہی 'لاقیصر اور لاکسریٰ' کا پیغام دیا تھا (تلمیح ہے مشہور حدیث لاکسریٰ و لاقیصر کی طرف) ❶

2 در جہانِ نزد و دور و دیر و زود — اوّلیں خوانندۂ قرآں کہ بود؟

نزدیک و دُور اور جلدی و دیر (کل زمان و مکان) کے اس جہان میں سب سے پہلے قرآن مجید کو پڑھنے والے کون تھے؟ ❷

1۔ اسلام میں باقی دنیا کے انسانوں سے سبقت کرنے والے اے عالمِ عرب! قرآن مجید اللہ کی آخری کتاب ہے حضرت محمد ﷺ اللہ کے آخری رسول ہیں، تمہاری زبان اسلام کی زبان ہے۔ لہٰذا تمہارا وجود اور تمہارے در و دیوار اور صحراء صدا باقی رہیں گے۔ تمہارے آباء واجداد کے ذریعے ہی لسانِ رسالت ﷺ نے یہ نعرہ دیا کہ کسریٰ ہلاک ہو گیا اب اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں پیدا ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہوگا تو اس کے بعد کوئی قیصر پیدا نہیں ہوگا۔ افسوس کہ تم اسی قیصر (اور) یونان کے تہذیبی وارثوں (صہیونی یورپی استعمار) کی سازشوں کا شکار ہو گئے ہو۔

2۔ ماضی کے دریچوں میں ذرا جھانک کر دیکھو! مشرقِ وسطیٰ کی عرب دنیا سے نزدیک وُدور اور اسلام کے قرونِ اولیٰ سے آج تک، اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن مجید کے حامل اور پڑھنے والے اور پڑھ کر مشرقِ بعید، جنوبی ایشیا اور سپین میں پہنچانے والے سوائے تمہارے اور کون ہے؟ اور آج اے عالمِ عرب! تم ان قوموں کے غلام بن گئے ہو جنھوں نے تمہارے دین، قرآن مجید اور تمہارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور ان کی تعلیمات کے منکر بھی ہیں اور تمام عالم اسلام کو بدترین غلامی میں جکڑ رکھا ہے۔

❶ ((اِذَا هَلَكَ كِسْرٰى فَلَا كِسْرٰى بَعْدَهُ، وَ اِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتُنْفَقَنَّ كُنُوزُهُمَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ)) (بخاری) ''جب کسریٰ ہلاک ہوگا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہوگا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوگا اور اُس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، ان دونوں کے خزانے اللہ کے راستے میں خرچ کیے جائیں گے''۔

❷ ﴿اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝﴾ (الزُّخرُف :3) (ترجمہ: ''ہم نے رکھا اس قرآن کو عربی زبان کا تاکہ تم سمجھو'')۔ صاحب تفسیر عثمانی لکھتے ہیں: کیونکہ عربی تمہاری مادری زبان ہے اور تمہارے ذریعے سے دنیا کی قومیں اس کتاب کو سیکھیں گی)

**تنظیم اسلامی استحکام پاکستان کی مہم اس لیے چلا رہی ہے تاکہ لوگوں کو بتایا جائے کہ جب تک ہم اپنی اس بنیاد کی طرف نہیں لوٹتے جس پر پاکستان بنا تھا، تب تک پاکستان میں استحکام نہیں آسکتا: ایوب بیگ مرزا**

**ہم استحکام اس لیے نہیں حاصل کر سکے کیونکہ ہم نے نعرہ تو یہ لگایا تھا کہ ہم اسلام کے نام پر ملک حاصل کر رہے ہیں لیکن عملی طور پر ہم نے اسلام کو یہاں نافذ نہیں کیا : ڈاکٹر غلام مرتضیٰ**

# استحکام پاکستان کیسے ممکن ہے؟ کے موضوع پر

## حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ” زمانہ گواہ ہے “ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: آصف حمید

**سوال:** تنظیم اسلامی استحکام پاکستان مہم شروع کر رہی ہے۔ استحکام پاکستان سے تنظیم اسلامی کیا مراد لیتی ہے؟

**ایوب بیگ مرزا:** تنظیم اسلامی استحکام پاکستان سے جو مراد لیتی ہے وہ کسی دوسرے سے مختلف نہیں ہے۔ استحکام پاکستان سے مراد یہ ہے کہ پاکستان معاشی لحاظ سے اپنے پاؤں پر کھڑا ہو اور وہ کسی کا محتاج نہ ہو۔ جب وہ کسی کا محتاج نہیں ہوگا تو وہ عالمی سطح پر کسی کی dictation قبول نہیں کرے گا۔ آج دنیا میں عسکری لحاظ سے وہی ملک طاقتور ہوتا ہے جس کی معیشت مضبوط ہو۔ مقروض فرد ہو یا ریاست ہو وہ اپنی مرضی سے اپنی پالیسی نہیں بنا سکتے۔ اسی طرح استحکام پاکستان سے مراد یہ بھی ہے کہ پاکستان میں سیاسی انتشار نہ ہو۔ قیام پاکستان کے بعد پہلے نو سال میں سات حکومتیں تبدیل ہوئیں۔ اس کے بعد بھی آئین کی شق 58-2b کا اختیار صدر کے پاس ہوتا تھا اور وہ جب چاہتا حکومت کو ختم کر دیتا تھا۔ پنڈت نہرو نے اسی وجہ سے یہ طعنہ دیا تھا کہ میں اتنے کپڑے نہیں بدلتا جتنی پاکستان میں حکومتیں بدلتی ہیں۔ لہٰذا تنظیم اسلامی چاہتی ہے کہ پاکستان میں سیاسی طور پر بھی استحکام ہو، ہر وقت حکومت کے قدم لڑکھڑاتے نہ رہیں اور نہ ہی یہ خدشہ رہے کہ حکومت اب گری کہ کل گری۔ کیونکہ اس طرح پالیسیوں میں تسلسل نہیں رہتا ہے۔ اسی طرح ہمارے نزدیک استحکام پاکستان کا مطلب یہ بھی ہے کہ ہماری معاشرت ٹھیک ہو۔ یعنی کم از کم مشرقی اقدار و روایات کی تو ہم پاسداری کریں تاکہ مغربی معاشرت و تہذیب کے مضر اثرات سے بچ سکیں۔ اس لیے کہ خود مغرب کے لوگ کہہ رہے ہیں کہ مغربی تہذیب نے مغرب کو عدم استحکام کا شکار کیا۔ اگر ہم مغربی تہذیب کو زبردستی اپنے اوپر مسلط کرتے ہیں تو استحکام کے حوالے سے اس کا نتیجہ بہت خوفناک نکلے گا۔ معاشرت کا استحکام سے گہرا تعلق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن پاک میں سیاسی اور معاشی معاملات پر اتنی بحث نہیں کی جتنی تفصیل سے معاشرتی اُصول بیان کیے ہیں۔

**مرتب: محمد رفیق چودھری**

**سوال:** آپ کی بات مان بھی لیں تو نظر یہ آتا ہے کہ مغرب میں بہت سے ممالک معاشرت کے حوالے سے compromise کرنے کے باوجود مستحکم ہیں۔ پاکستان کے لیے آپ تینوں شعبوں کو ضروری کیوں قرار دے رہے ہیں؟

**ایوب بیگ مرزا:** میں آپ کی بات سے اتفاق نہیں کرتا۔ مغربی ممالک میں معاشرتی بے راہ روی، بے حیائی وفحاشی کی وجہ سے سب کچھ داؤ پر لگ چکا ہے۔ سابق امریکی صدر بل کلنٹن نے اپنے دور میں کہا تھا کہ عنقریب ہماری نسل ناجائز بچوں پر مشتمل ہوگی۔ یعنی یہ پورا معاشرہ ناجائز نسل کی بنیاد پر تشکیل پائے گا۔

**سوال:** تنظیم اسلامی معاشی، سیاسی اور معاشرتی نظام کا نعرہ لے کر کیوں کھڑی ہوگئی؟

**ڈاکٹر غلام مرتضیٰ:** قیام پاکستان سے پہلے اس برصغیر کے خطے پر انگریزوں کی حکومت تھی۔ جب آزادی کی تحریک چلی تو ہندوؤں کی جماعت کانگریس متحدہ ہندوستان کا مطالبہ کر رہی تھی۔ جبکہ مسلم لیگ نے علیحدہ ملک کا مطالبہ کیا۔ کیونکہ مسلم لیگ کا موقف تھا کہ مسلمان ایک الگ قوم ہیں، ان کا رہن سہن، تہذیب اور ہر شے ہندوؤں سے الگ ہے۔ اگر مسلمان متحدہ ہندوستان رہیں گے تو چونکہ ہندو اکثریت میں ہیں لہٰذا وہ وہاں پر بالادست ہو جائیں گے اور وہ جیسے چاہیں گے قوانین بنائیں گے۔ لہٰذا مسلمانوں نے اپنی معاشرت، سیاست اور معیشت الگ کرنے کے لیے ایک الگ ملک کا مطالبہ کیا۔ اس وقت کے مسلمانوں میں اتنا شعور تھا کہ انہوں نے اس بنیاد پر مسلم لیگ کو سپورٹ کیا۔ حالانکہ مسلمانوں کی کافی تعداد اس وقت کانگریس کے ساتھ بھی تھی لیکن اس کے باوجود مسلمانوں کی اکثریت نے مسلم لیگ کا ساتھ دیا۔ انڈیا میں اس وقت استحکام ہے لیکن ہم استحکام اس لیے نہیں حاصل کر سکے کیونکہ ہم نے نعرہ تو یہ لگایا تھا کہ ہم اسلام کے نام پر ملک حاصل کر رہے ہیں لیکن عملی طور پر ہم نے اسلام کو یہاں نافذ نہیں کیا۔ پاکستان وطنیت کی بنیاد پر وجود میں نہیں آیا یا کسی نسلی، لسانی تعصب کی بنا پر وجود میں نہیں آیا تھا مگر اب یہ تعصّبات پیدا ہو گئے ہیں۔ لہٰذا استحکام پاکستان مہم اس لیے چلائی جا رہی ہے کہ ہم اپنے اس مقصد سے بہت دور نکل آئے ہیں جس کی وجہ سے یہاں پر نہ سیاسی استحکام ہے، نہ معاشی استحکام ہے اور نہ ہی معاشرتی استحکام ہے۔ اس وقت تو ہماری معاشرت مشرقی بھی نہیں رہی۔ ہم نے مشرقی روایات کو بھی چھوڑ کر مغرب کو اپنا قبلہ بنا لیا ہے۔ یعنی ہمارے تینوں شعبے زوال کا شکار ہیں۔ اسی طرح سیاست میں صوبائیت نے بہت زیادہ جڑیں پکڑ لی ہیں۔ جبکہ مسلمانوں میں قدرے مشترک صرف اسلام ہے۔ مسلمان کے دل میں کسی بھی قسم کا تعصب نہیں ہوتا۔ سورۃ الحجرات میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ۚ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ﴾ (آیت:13)

ہم سب اسلام ہی کی بنیاد پر اکٹھے ہوئے تھے تو پاکستان بنا تھا مگر ہم اچھے مسلمان نہیں بن سکے جس کی وجہ سے ہم اچھے پاکستانی بھی نہیں بن سکے۔

**سوال:** کیا آپ اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ ہندوستان کی تقسیم کی اصل وجہ مسلمانوں کی علیحدہ قومیت تھی؟

**ایوب بیگ مرزا:** برصغیر کے تاریخی پس منظر کو سامنے رکھیں تو یہاں انگریزوں سے پہلے مسلمان ایک ہزار سال تک حکومت کر چکے تھے۔ حالانکہ اس وقت بھی یہاں ہندو اکثریت میں تھے لیکن چونکہ وہ ملوکیت کا دور تھا اس لیے جس کے پاس زیادہ عسکری قوت ہوتی تھی وہی حکومت کرتا تھا۔ لہٰذا ایک ہزار سال تک مسلمان یہاں حاکم تھے اور ہندو محکوم تھے۔ اس وجہ سے ہندوؤں کے دل میں جتنی نفرت مسلمانوں سے تھی اتنی دوسری اقلیتوں سے نہیں تھی۔ اگر مسلمان متحدہ ہندوستان میں رہتے تو ہندو اکثریت کی بنیاد پر غالب آجاتے کیونکہ اب جمہوریت کا دور تھا اور اس صورت میں مسلمانوں کا مستقبل انتہائی مخدوش ہوتا۔ لہٰذا ہندوستان کی تقسیم واضح طور پر مسلمانوں کی علیحدہ قومیت کی بنیاد پر ہوئی ہے۔ یہ جو سیکولر لوگ کہتے ہیں کہ یہ تقسیم مذہب کی بنیاد پر نہیں بلکہ معاشی تحفظات کی بناء پر ہوئی ہے یہ بالکل غلط تھیوری ہے۔ کیونکہ مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کے درمیان ایک ہزار میل کا فاصلہ تھا۔ ان دونوں حصوں کو تبھی ایک قرار دیا گیا کہ ان کا مذہب ایک تھا نہ کہ قومیت یا زمین ایک تھی۔ اگر مذہب کو درمیان سے نکال دیا جائے تو کلکتہ والا بنگال ڈھاکہ والے بنگال سے زیادہ قریب تھا کیونکہ دونوں کے رسم ورواج، زبان اور کلچر مشترک تھا لیکن تقسیم کے وقت وہ ان سے نہیں ملے بلکہ وہ ایک ہزار میل دور ان کے ساتھ مل گئے جن کا مذہب ان سے ملتا تھا۔ اسی طرح پھر جب اسلام درمیان سے نکل گیا تو یہ پھر جدا ہو گئے۔ یعنی جب ہم نے مذہب کو بنیاد بنا کر اس پر عمل نہیں کیا تو بنگالی ہم سے الگ ہو گئے۔

**سوال:** سیکولر لوگ جو کہتے ہیں کہ اسلام کا پاکستان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا ان کا ایجنڈا کیا ہے؟ کیا وہ پاکستان کو توڑنا چاہتے ہیں؟

**ڈاکٹر غلام مرتضیٰ:** وہ پاکستان کو توڑنا چاہیں یا نہ چاہیں، جب اسلام کو درمیان سے نکال دیا جائے گا تو پھر نسلی، لسانی اور علاقائی قومیتیں اُبھر کر خود بخود سامنے آجائیں گی اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ قومیتیں اکٹھی رہنا چاہیں تو ٹھیک ورنہ علیحدہ ہو جائیں۔ سوال یہ ہے کہ سیکولر لوگ دو قومی نظریہ سے انحراف تو کرتے ہیں لیکن ملک کے استحکام کے لیے ایجنڈا کیا دیتے ہیں؟

**ایوب بیگ مرزا:** ان سے یہ سوال کرنا چاہیے کہ پاکستان اگر اسلام کے نام پر وجود میں نہیں آیا تو پھر سندھ پنجاب کے ساتھ کیوں جڑا ہوا ہے؟ حالانکہ سندھ پنجاب کی نسبت الگ ملک بننے کی زیادہ حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ اپنی سندھی زبان اور کلچر کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساحل سمندر ہے اور تاریخی لحاظ سے بھی وہ زیادہ پرانا ہے۔ جب سندھ میں علیحدہ ملک بننے کی تمام صلاحیتیں موجود ہیں تو پھر وہ پنجاب کے ساتھ کیوں ہے؟ اس لیے کہ سندھ اور پنجاب کے لوگوں کا مذہب ایک ہے۔

> ہم سب اسلام ہی کی بنیاد پر اکٹھے ہوئے تھے تو پاکستان بنا تھا مگر ہم اچھے مسلمان نہیں بن سکے جس کی وجہ سے ہم اچھے پاکستانی بھی نہیں بن سکے۔

**سوال:** سیکولر عناصر قائداعظم کی 11 اگست کی تقریر کو لے کر قائداعظم اور علامہ اقبال کے خیالات کی نفی کر دیتے ہیں۔ اس کی کیا حقیقت ہے؟

**ایوب بیگ مرزا:** اصل میں ہمارے سابق جج جسٹس منیر (اللہ تعالیٰ ان کو معاف کرے) کی قلمی بدیانتی تھی کہ انہوں نے گیارہ اگست کی تقریر میں وہ جملے بھی شامل کر دیے جو قائداعظم نے نہیں کہے تھے۔ قائداعظم کی 11 اگست کی اصل تقریر بالکل ناپید ہے۔ ہم نے آل انڈیا ریڈیو سے رابطہ کر کے قائداعظم کی 11 اگست کی تقریر کے بابت پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس نہیں ہے۔ اسی طرح پاکستان کی وزارت اطلاعات سے پوچھا گیا تو انہوں نے بھی کہا کہ ہمارے پاس اصل تقریر نہیں ہے۔ لیکن جسٹس منیر کے ردوبدل والی تقریر ہر جگہ موجود ہے۔ جسٹس منیر نظریہ ضرورت کے موجد تھے لہٰذا یہ کام بھی انہوں نے نظریہ ضرورت کے تحت کیا۔ قائداعظم نے 25 جنوری 1948ء کو کراچی بار ایسوسی ایشن سے خطاب کے دوران واضح کہا کہ: میں ان لوگوں کی سوچ کو نہیں سمجھ سکتا جو جان بوجھ کر یا شیطانی سازشوں کے سبب یہ پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ پاکستان کا آئین اسلامی شریعت کے مطابق نہیں ہوگا۔ اسلامی قوانین آج کی زندگی میں زیادہ قابل قبول ہیں بہ نسبت 1300 سال قبل کے۔''

اب سیکولرز ذرا سوچیں کہ 11 اگست 1947ء والی تقریر زیادہ latest ہے یا 25 جنوری 1948ء والی؟ سیکولر لوگوں میں سے بھی جو کچھ دیانت دار لوگ ہیں وہ کہتے ہیں کہ پاکستان بالکل اسلام کے نام پر بنا تھا، لیکن یہ غلط تھا، ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا۔ یعنی وہ چاہتے ہیں کہ پاکستان کو سیکولر ہونا چاہیے۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں اس بنیاد پر یہ ملک چل نہیں سکتا۔

**سوال:** تنظیم اسلامی کی استحکام پاکستان مہم کے اہداف کیا ہے؟

**ایوب بیگ مرزا:** پاکستان کو قائم ہوئے ستر سال گزر چکے ہیں ہم نے اسلام کے حوالے سے کوئی کام نہیں کیا اور ہماری رائے میں اسی وجہ سے ملک میں استحکام نہیں آسکا۔ تو نئی نسل کو یہ بتایا جائے کہ پاکستان کا استحکام کس طرح ممکن ہے۔ انہیں یہ بتایا جائے کہ پاکستان کی بنیاد دین اسلام تھا۔ جب تک ہم اس بنیاد پر واپس نہیں لوٹتے جس کو چھوڑ کر ہم نے دوسرا راستہ اپنا لیا اس وقت تک پاکستان کو استحکام حاصل نہیں ہوگا۔ لہٰذا استحکام پاکستان کا دوسرا مطلب یہ بھی ہے کہ اپنی ذات میں اسلام لاؤ، لوگوں تک اسلام کی دعوت پہنچاؤ اور پھر اسلامی نظام اس ملک میں نافذ کرو۔ تاکہ لوگوں کو معلوم ہو سکے کہ آج جو افراتفری، بے روزگاری، مہنگائی، قتل وغارت، بدعنوانی اور کرپشن ہے، یہ سب چیزیں اس وجہ سے ہیں کہ ہم دین سے دور ہیں۔ اگر دین سے قریب ہوتے تو بددیانت حکمران اور ادارے نہ ملتے۔

**سوال:** ہمارے تعلیمی نصاب کے اندر سے بھی نظریہ پاکستان کو آہستہ آہستہ نکالا جا رہا ہے۔ یہ جو سازش ہو رہی ہے اس کے بارے میں کیا کہیں گے؟

**ڈاکٹر غلام مرتضیٰ:** ہمارے اہداف یہی ہیں کہ اصل میں اس چیز کو دوبارہ لوگوں کے ذہنوں میں راسخ کیا جائے کہ پاکستان اگر اپنی وجہ جواز کی طرف نہیں لوٹے گا تو یہ قائم نہیں رہ سکتا اور یہاں سیاسی، معاشی اور معاشرتی استحکام نہیں آسکتا۔ اگر ہم نے مسلمان رہنا ہے یا ہماری دین سے کوئی رغبت ہے، چاہے انفرادی ہے یا اجتماعی، اس کی مضبوطی اسی میں ہے کہ یہاں پر اسلام بطور نظام

نافذ ہو۔اصل میں اکثر لوگ مذہب کو انفرادی معاملہ سمجھتے ہیں جبکہ اسلام ایک مکمل دین ہے، مکمل نظام زندگی ہے۔ جس میں عبادات ،معاملات ، سیاست ، معیشت ، معاشرت سمیت تمام شعبے شامل ہیں۔اسلام بطور مذہب تو پوری دنیا میں موجود ہے۔غیر مسلم ممالک میں اسلامی عبادات کی بالکل آزادی ہے۔لیکن وہاں آپ دوسرے فرائض جن کا تعلق اجتماعیت سے ہے ان کو نافذ نہیں کر سکتے۔ وہاں کی معاشرت ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔جب تک یہاں پر اسلام کا پورا نظام نافذ نہیں ہوگا آپ اسلام کے پورے نظام پر عمل نہیں کر سکتے۔ نبی اکرم ﷺ نے ایک اسلامی معاشرہ قائم کر کے دکھایا اور پھر بعد کے ادوار میں وہ معاشرہ قائم رہا۔خلافت راشدہ میں وہ پورا نظام موجود تھا۔اس کے بعد خلافت ملوکیت میں تبدیل ہوگئی لیکن اس عمارت کی صرف چھت گری تھی ۔باقی نیچے اسلامی قوانین نافذ تھے۔انگریزوں کے آنے سے پہلے وہ نظام کسی نہ کسی شکل میں چلتا رہا۔دوسو سال پہلے انگریزوں کے آنے کے بعد ہمارا مائنڈ سیٹ تبدیل ہوا ہے۔اب ضرورت یہ ہے کہ ہم یہاں پر ایک وحدانی نظام تعلیم رائج کریں جس میں ہم اپنی تاریخ، اپنی ثقافت اور عصری علوم بھی پڑھائیں۔ہماری مہم یہی ہے کہ ہم لوگوں میں یہ آگاہی پیدا کریں کہ ہمیں کس طرف لے جایا جا رہا ہے اور ہمیں ایک بالکل یوٹرن لے کر اپنے اصل کی طرف جانے کی ضرورت ہے ورنہ ہم ایک ناکام ریاست قرار پا جائیں گے۔لہٰذا اس ملک کے استحکام کے لیے ضروری ہے کہ ہمیں اسلام کے نظام زندگی کی طرف لوٹنا ہوگا۔

**سوال:** اس مہم میں کون کون سے پروگرام ہوں گے؟

**ایوب بیگ مرزا:** اس میں آگاہی کے لیے کچھ ہینڈ بلز ہیں جو عوام میں تقسیم ہوں گے۔کچھ کتابیں تقسیم ہوں گی۔اسی طرح بڑے شہروں کراچی، لاہور اور اسلام آباد میں سیمینارز ہوں گے جن میں مقررین تنظیم کے بھی ہوں گے اور ملک کے دیگر معروف دانشوروں کو بھی مدعو کیا جائے گا تاکہ وہ لوگوں پر واضح کریں کہ پاکستان میں استحکام کس طرح آئے گا۔آج پاکستان کے عدم استحکام کی وجوہات کیا ہیں؟ مغرب اور تمام ترقی یافتہ ممالک یہ سمجھ چکے ہیں کہ سودی نظام معیشت کے لیے زہر قاتل ہے اسی وجہ سے جاپان اور کینیڈا وغیرہ میں سود نہ ہونے کے برابر ہے۔ جب ہم اسلام سے دور ہوئے اور ہم نے سودی قرضے لینے شروع کیے تو وہ کمزوری آتی چلی گئی اور اب ہم زیادہ سے زیادہ سود پر قرضے لے رہے ہیں۔

**سوال:** اس معاملے میں پورا میڈیا آپ کا ساتھ نہیں دے گا۔اس کے بغیر آپ عوام الناس تک اپنی بات کیسے پہنچائیں گے؟

**ڈاکٹر غلام مرتضیٰ:** اس سے پہلے ہم نے سود کے خلاف مہم چلائی تھی، اس کا تجربہ ہمیں ہے۔اس میں سیمینارز ہوئے تھے۔اس کے علاوہ ریلیاں اور مظاہرے بھی ہوئے۔بڑے شہروں میں بل بورڈز بھی لگائے جاتے ہیں۔اس وقت الیکٹرانک میڈیا کے مقابلے میں سوشل میڈیا زیادہ effective ہے لہٰذا ہم یہ مہم سوشل میڈیا پر بھی بہت چلائیں گے۔ ❁❁❁

قارئین پروگرام ’’زمانہ گواہ ہے‘‘ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

## دعائے مغفرت

انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ حلقہ کراچی وسطی گلشن جمال کے رفیق جناب ہادی سلیم کی والدہ وفات پا گئیں

برائے تعزیت: 0315-1261204

☆ حلقہ کراچی شمالی، فیڈرل بی ایریا کے نقیب اور قرآن اکیڈمی یٰسین آباد میں استاذ عاطف محمود کے برادر نسبتی کا انتقال ہوگیا

☆ حلقہ کراچی شمالی، فیڈرل بی ایریا کے رفیق احمد علی کی خالہ وفات پا گئیں

☆ بہاولپور تنظیم کے رفیق مقصود احمد کے سسر وفات پا گئے

☆ ملتان کینٹ کے رفیق فیصل قریشی کے برادر نسبتی وفات پا گئے

☆ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے رفیق زاہد جاوید کے بھتیجے اور بھانجے کا انتقال ہوگیا

برائے تعزیت: 0345-2603786

☆ حلقہ آزاد کشمیر، دھیر کوٹ کے ملتزم رفیق تقی محمد عباسی کے بہنوئی وفات پا گئے

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

## ضرورت رشتہ

☆ گوجرہ میں رہائش پذیر رفیق تنظیم کو اپنی بہنوں، عمر 26 سال، بی ڈی ایس ڈاکٹر اور عمر 24 سال، ایم ایس سی زوالوجی کے لیے دینی مزاج کے حامل ہم پلہ، برسرروزگار لڑکوں کے رشتے درکار ہیں۔ذات پات کی قید نہیں ہے۔

برائے رابطہ: 0332-6275706

☆ سیالکوٹ میں رہائش پذیر ملک اعوان فیملی کو اپنی بیٹی عمر 26 سال، تعلیم حافظ قرآن، بی ایس سی آنرز کیمسٹری کے لیے حافظ قرآن اور شرعی پردہ کروانے والے لڑکے کے والدین رابطہ کریں۔

برائے رابطہ: 0335-6543111

☆ سیالکوٹ میں رہائش پذیر راجپوت فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 21 سال، تعلیم حافظ قرآن، ایف ایس سی (جاری) کے لیے دینی مزاج کے حامل تنظیم اسلامی سے منسلک فیملی سے رشتہ درکار ہے۔ لڑکے کی والدہ رابطہ کریں۔

برائے رابطہ: 0335-6543111

☆ لاہور میں رہائش پذیر راجپوت فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 24 سال، تعلیم ایم کام (ایچ آر) کے لیے دینی مزاج کے حامل ہم پلہ لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0336-6112248

☆ لڑکی، عمر 27 سال، تعلیم ایم اے پولیٹیکل سائنس، صوم وصلوٰۃ کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل برسرروزگار نوجوان کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0333-1406949

☆ فیصل آباد کے رہائشی رفیق تنظیم کو اپنی بہن، عمر 26 سال، حافظ قرآن، ایم فل کے لیے تعلیم یافتہ، برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0300-8798344

☆ ملتان میں مقیم رفیق تنظیم کو راجپوت فیملی کی مطلقہ بیٹی، عمر 30 سال، تعلیم ایم اے اردو (ٹیچنگ سے منسلک) حامل دینی مزاج، خوب صورت وسیرت، باپردہ کے لیے دینی مزاج کے حامل پڑھے لکھے برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔عقد ثانی کے خواہاں بھی رابطہ کرسکتے ہیں صرف والدین رابطہ کریں۔

برائے رابطہ: 0331-7674943

# لہولہو

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

سائبیریا میں شیطان کو دور رکھنے کے لیے عوام نے جوش وخروش سے دیو ہیکل پتلے نذرِ آتش کیے۔ تاہم وہاں سے نکل کر ولادی میر پیوٹن کی صورت اس شیطان کو شام میں کارفرما دیکھیے۔ ابلیس تو ان کے ہاتھوں ریٹائرمنٹ لئے بیٹھا ہے۔ شام میں جو قیامت برپا ہے اس پر مجبوراً سارے مگرمچھوں کو بھی آنسو بہانے پڑ رہے ہیں۔ یو این چیف بھی بول پڑا کہ غوطہ شہریوں کے لیے برسرِ زمین جہنم بن گیا۔ اسے روکا جائے! بظاہر یو این سیکرٹری جنرل نے سکیورٹی کونسل کی قرارداد کے تحت 30 دن کی جنگ بندی مانگی تھی، جب گہری نیند سوئی ہوئی انسانی ہمدردی کروٹ لے کر اٹھ بیٹھی تھی۔ تاہم جنگ بندی یومیہ 5 گھنٹے کے ڈھکوسلے نے حقیقت کا رنگ گھنٹہ دو گھنٹہ بھی اختیار نہ کیا۔

4 لاکھ غوطہ کے مسلمان 5 سالوں سے مسلسل محاصرے میں ہیں۔ خوراک، ادویات معدوم ہیں۔ اس دوران 19 مارکیٹیں، 7 میڈیکل سینٹر، 6 سکول، 3 بچوں کی نرسریاں، 10 سول دفاعی مراکز نومبر 2017 سے اب تک روس اور اسدی طیاروں نے تباہ کئے ہیں۔ 18 فروری سے شدید ترین بمباری، درندگی کی ہر حد پار کر چکی ہے۔ ایک فوٹوگرافر کے مطابق اس نے اگست 2013ء میں غوطہ میں برسائے گئے کیمیائی ہتھیاروں میں سینکڑوں بچوں کی اموات کی تصویر کشی کی تھی اور سوچتا تھا کہ اس سے سخت مرحلہ کیا ہوگا! لیکن اب ہوا محاصرہ اور بعد ازاں۔ بدترین دن رات بمباریوں کا سامنا۔ دنیا ہمارا حال جان ہی نہیں سکتی۔ آزادی کی قیمت بہت بھاری ہوتی ہے، سو ہم ادا کر رہے ہیں۔ 8 دنوں میں 550 شہری شہید۔ کلورین گیس حملوں سے سسک کر جان دیتے بچوں کی تصاویر الگ۔ روتے چلاتے ننھے پھول۔ 4 لاکھ محصور شہری۔ حتیٰ کہ ناچنے گانے والا عالمی خوش باش آرٹسٹ طبقہ بھی چلا اٹھا۔ 200 اداکاروں موسیقاروں نے قتلِ عام، جنگی جرائم، نسل کشی اور انسانیت کے خلاف جرائم کہہ کر شدید احتجاج اس صورت حال پر کیا ہے۔ کھلا خط لکھ کر اقوام متحدہ کے رکن ممالک کو پکارا ہے۔

غوطہ کی آبادی کو بچانے کی یہ پکار بھارتی اداکارہ سری دیوی کے مرنے کے غم میں ڈوبے مسلمانوں کے لیے سوالیہ نشان ہے! ہمارے ہاں چہار جانب باراتوں، خوش باش پٹاخوں، آتش بازیوں اور کرکٹ جنون میں کھوئے امتِ مسلمہ کے خونچکاں مناظر سے منہ موڑے نوجوان! لبِ خنداں سے نکل جاتی ہے اک آہ بھی ساتھ۔ سوشل میڈیا نیٹ پر تماش بینی کرتے کسی وقت 2011ء سے شام کے مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلتی وڈیوز پر بھی ایک نگاہِ غلط انداز ہی ڈال لیں!

بے دلی ہائے تماشا کہ نہ عبرت ہے نہ ذوق
بے کسی ہائے تمنا کہ نہ دنیا ہے نہ دیں!

شام اور سری دیوی حسبِ ذوق، حسبِ توفیق واٹس ایپ پر لوگوں کے ہاں پائے گئے۔ ایسے میں ایک دکھیاری نے شام کے بچوں کے غم میں پگھلتے ہوئے فون کر کے پوچھا کہ ان کی مدد کیونکر کی جاسکتی ہے؟ ہم نے گھبرا کر اسے سمجھانے کی کوشش کی کہ بی بی کیوں خود کو اور مجھے ٹیرر فائینسنگ دہشت گردی کی مالی مدد (یعنی مرتے ہوئے مسلمان کے منہ میں پانی ڈالنا یا زخمی مسلمان کا علاج بھی کرنا!) کے جرم میں پکڑوانے چلی ہو۔ مسلمان جسے امریکہ، روس (سمیت بقول اوباما شام پر ہمیں 69 ممالک کی تائید حاصل ہے) جیسے چودھری نشانے پر لیے بیٹھے ہوں، ان کی مدد کے تو خوابوں پر بھی پہرے بٹھائے گئے ہیں۔ آپ کس بے خبری کے جزیرے سے برآمد ہوئی ہیں؟ شامی دہائیاں دے دے کر اپنی وڈیوز پوسٹ کرتے ہیں کہ ہم نہتے شہری عورتیں بچے مارے جا رہے ہیں۔ لیکن اصول عالمی چودھریوں کا یہ ہے کہ مسلمان جو بھی مرتا ہے وہ دہشت گرد ہی ہوتا ہے (کیونکہ وہ نہتا بھی کفر کے معصوم دل دہلاتا اور اس پر خوف طاری کرتا ہے)۔ پوری دنیا میں افغانستان تا شام جتنی خونخواری گورے چودھریوں کے قاتل جتھوں نے کی وہ امنِ عالم کی خاطر تھی۔

نائن الیون میں مارے جانے والے 2975 امریکیوں کے خون کے بدلے کم وبیش 20 لاکھ مسلمان مارنے کے باوجود ابھی بدلہ چکایا نہیں گیا۔ باری باری تمام مسلمان ممالک میں دہشت گردی کے نام پر جنگ بوئی اور کاٹی گئی۔ امریکہ میں ایک 19 سالہ لڑکے نے فلوریڈا کے ہائی سکول میں اندھا دھند فائرنگ کر کے 17 بچے مار دیئے۔ اسے آپ دہشت گردی کہنے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ اس کے لیے مسلمان ہونا شرط ہے۔ سالانہ امریکہ میں ایسی 33 ہزار اموات ہو رہی ہیں۔ امریکی بڑی معصومیت سے پوچھتے ہیں کہ ہمیں سمجھ نہیں آرہی کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ شام میں امریکہ اور روس کے درمیان باری کی بنیاد پر موت بانٹی جاتی ہے۔ کاش امریکی ٹیکس دہندگان میں اس پر سوال اٹھانے کا شعور ہوتا!

امریکہ مسلمانوں کے خون کا پیاسا کہاں کہاں کارفرما نہیں! گلوب پر جا بجا مسلم سرزمین پر خون کے دھبے یونہی تو نہیں۔ فلپائن میں مورو مسلمان مارنے کو گھسا بیٹھا ہے۔ صومالیہ ودیگر افریقی ممالک منظر عام سے کچھ ہٹ کر ہیں۔ امریکہ کے ساتھ پارٹنرشپ میں بھارت ہر جا موجود ہے۔ ہندو سکھ، ٹرمپ انتظامیہ میں موثر مقام پر براجمان ہندو انتہا پسند تنظیموں کو مضبوط کر کے بھارتی مسلمانوں پر جینا حرام کئے ہیں۔ وہاں سے ان تنظیموں کو ٹیرر فائینسنگ سراسر روا ہے۔ مسلمانوں کے خلاف بدھ جتھے میانمار کے بعد اب سری لنکا میں بھی چڑھ دوڑے ہیں۔ نہتے کشمیریوں پر بھارتی مظالم مزید ہیں۔ یہاں دنیا کے مظلوم مسلمانوں کی مدد پر تنظیمیں کالعدم، تنظیمیں جہادی، انتہا پسندی کے لیبل لگا لگا کر حسبِ ضرورت، حسبِ حکم پگڑی باندھی سیاہ قرار دی جا رہی ہیں۔ ہم پر نائن الیون والی دھونس دھمکی کا ایک نیا دور چڑھ دوڑا ہے۔ ہم اسی سوراخ سے دوبارہ رہا سہا ایمان امریکہ کے چرنوں میں ڈال کر سودا چکانے کی کوشش میں ہیں۔ اس ملک نے پہلے ہی اہل ایمان کو بیچ بیچ کر، عقوبت خانوں کی نذر کر کے، ڈاکٹر عافیہ جیسی معصوم و مظلوم ذہین وفطین بیٹی تھما کر (مکمل بے اعتنائی، بے حسی کا مظاہرہ!) کم گناہ نہیں سمیٹے، اب امریکی دباؤ کے تحت از سرِ نو ڈاڑھی، پردے والوں کی شامت آئی ہے۔

مسنگ پرسنز کے حوالے سے یکا یک غائب کئے جانے والے مرد و زن کے اضافے کا ذکر عدالت میں

ہوا۔ مگر لاحاصل! جہاں ایک طرف پوری دنیا میں اسلام، قرآن، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، مسجد، تمام شعائرِ اسلام، مسلم آبادیاں پوری ڈھٹائی سے عالمِ کفر کا ہدف ہیں، کیا اسلامی جمہوریہ پاکستان بھی ڈٹ کر، کھل کر اسی روش کو اپنائے گا؟ افغانستان کے بہانے ہماری پٹائی کر کے ہمیں گرے، سیاہ قرار دینے کی کوشش ہے۔ کون نہیں جانتا مسئلہ اسلام اور ایٹم بم ہے۔ مشرف کی بوئی روشن خیالیوں کے ہاتھوں پاکستان کی بدنما بے حیائی جس کے پھل عمران (جیسے درندوں والے بے شمار واقعات) کی صورت ہم نے کاٹے، امریکہ پھر بھی راضی نہ ہوا۔ ہوسکتا بھی نہیں! خاکم بدہن۔ ایٹم بم کا خوف اسے نہ ہوتا تو آج شام، عراق کے مناظر یہاں ہوتے۔ اس کے تمام تر عزائم کسی طور ایٹمی کمبل چرا کر آپ کو اسی مقام پر پہنچانا ہے۔ سویلین حکومتیں انہیں پسند نہیں آتیں۔ پہلے وہ السیسی یا بشار جیسے بلڈوزروں سے عوام کو خوفزدہ کر کے ڈکٹیٹر شپ کی دھاک بٹھاتے ہیں۔ پھر اپنی مرضی کے خونیں کھیل کھیلتے ہیں۔ کیا دنیا کا منظر نامہ بہت واضح نہیں؟ اس کے باوجود سیاسی جماعتیں اور ان کے زعما پاکستان کے سر پر منڈلاتے خطرات دیکھنے والی آنکھ سے محروم ہی دکھائی دے رہے ہیں۔

عوام کے سر پر مہنگائی کا سیلاب، طغیانی کے تھپیڑے لئے کھڑا ہے۔ پاکستان کو بزعم خود کرپشن سے پاک پوتر کرنے کے نام پر وہ گھڑمس مچا رکھا ہے، الامان، الحفیظ! قانون کی حکمرانی کا سب سے بڑا پیمانہ/انڈکس تو حفاظتی عافیت کدہ میں چھپا راؤ انوار ہے۔ اور دوسری طرف ایسی ہی کارروائیوں کے نتیجے میں سرگودھا میں نہر میں گولیوں سے چھلنی 3 داڑھی والے نوجوانوں کی تیرتی لاشیں شلوار قمیص میں ملبوس! یہ یقیناً دہشت گرد ہی ہوں گے۔ بے نام ونشان! کہیں سے اٹھائے گئے۔ مارے پھینکے گئے۔ خاموشی ہی میں عافیت ہے! روس نے شام میں دہشت گردی نہیں کی۔ نہ ہی امریکہ کبھی اس گناہ کا مرتکب ہوا۔ اسی لئے خوشی خوشی روس نے 200 نئے ہتھیار مسلمانوں پر آزما کر غوطہ (Testing Ground) میں کشتوں کے پشتے لگا کر اپنی معیشت کی فائیننسنگ کی ہے۔ یہ حلال اور جائز، قابل تقلید ہے۔ یہ کام امریکہ تو جا بجا کر چکا ہے۔ دنیا کی معیشت کی رگوں میں مسلم خون، پسینے (مظلوموں کا خون، اتحادی محنت کشوں کا پسینہ) کی کمائی کے ڈالر، روبل، یوآن، یورو دوڑ رہے ہیں۔ غمزدہ ناسمجھ مسلمانوں کے لیے مظلوموں کی مدد کے لیے قنوتِ نازلہ پڑھنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ وہ بھی دبی زبان میں! سرکاری سطح پر مساجد میں پڑھنے کی بیشتر مسلمان ممالک میں اجازت نہیں! (کیونکہ وہ بلا روک ٹوک اوپر چلی جاتی ہے۔)

ہم اور کیا کر رہے ہیں؟ گورنر پنجاب نے کہا کہ خواتین کو بااختیار بنائے، مردوں کے شانہ بشانہ لائے بغیر ترقی ممکن نہیں۔ شاپنگ مالز، دکانوں، دفتروں چوراہوں پر ساری لڑکیاں لا کھڑی کرنے کے باوجود معیشت تو تباہ حال ہی ہے! فرانس سے بڑھ کر ترقی کون کرے گا؟ ہمارے نقاب نوچنے والے فرانس میں حالیہ سروے کہہ رہا ہے کہ ہر آٹھ میں سے ایک عورت کی عزت پامال ہوئی ہے۔ 40 لاکھ عورتیں (ترقی یافتہ، بااختیار) ریپ ہوئی ہیں۔ باقی ماندہ (صرف) ہراساں ہوئی ہیں۔ یہ جن بوتل سے آپ بھی نکال رہے ہیں۔ خوفناک نتائج سے اللہ محفوظ رکھے۔ ہراسانی کی اجنبی شرمناک اصطلاح اب ہمارے ہاں بھی روزمرہ کی بات بنتی جا رہی ہے۔

انسانیت کا دعویٰ جنہیں تھا کہاں گئے
دل آگیا ہے آنکھ میں ہو کر لہو لہو

❋❋❋

## رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ ”قرآن اکیڈمی 25 آفیسرز کالونی بوسن روڈ (عقب ملتان لاء کالج) ملتان“ میں

25 تا 31 مارچ 2018ء (بروز اتوار نمازِ عصر تا بروز ہفتہ نمازِ ظہر)

### مبتدی و ملتزم تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے

**نوٹ** ملتزم تربیتی کورس میں مندرجہ ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ رفقاء ان موضوعات پر دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:۔

☆ جہاد فی سبیل اللہ ☆ اسلام کا انقلابی منشور

**اور**

### امراء و نقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع

30 مارچ تا یکم اپریل 2018ء (بروز جمعۃ المبارک نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء اور امراء و نقباء متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0331-7045701 , 061-6520451

**المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: (042)35473375-79**

# کیا آئین سپریم ہے؟

وقاص احمد

اس بات پر بحث رہتی ہے کہ ریاست کا نظم ونسق چلانے یا کسی ادارے کے بالا دست ہونے کے معاملے میں ریاست کے لیے کیا چیز سپریم ہے۔ اکثر تجزیہ نگاروں کی رائے یہی ہے کہ پاکستان، انڈیا اور امریکا جیسے ممالک میں جہاں تحریری دستور مدون ومرتب ہے، وہاں آئین ہی سپریم ہوتا ہے۔ گوکہ آئین منتخب عوامی نمائندوں پر مشتمل پارلیمنٹ یا دستور ساز اسمبلی ہی بناتی ہے لیکن اس کو بنانے کے بعد پارلیمنٹ یا اسمبلی خود بھی آئین کے کچھ حصوں کی ایک طرح سے تابع ہوجاتی ہے جیسے آئین پاکستان کے آرٹیکل 8 میں پارلیمنٹ کو ایسے قوانین بنانے سے منع کیا گیا جو بنیادی حقوق کے خلاف ہوں۔ یا امریکی آئین کے آرٹیکل 3 کے سیکشن 1 کے تحت کانگریس ججوں کی تنخواہ کم نہیں کرسکتی۔ لیکن اگر بدقسمتی سے پارلیمنٹ میں ایسے لوگ آجائیں جو آئین میں موجود بنیادی اخلاق، انسانی حقوق، احتساب، چیک اینڈ بیلنس اور اختیارات میں توازن ہی کے درپے ہوجائیں تو عدلیہ کی ذمے داریوں میں یہ شامل ہوتا ہے کہ وہ آئین کی حفاظت کرے۔ پارلیمنٹ یا کانگریس ہی نے آئین میں یہ منظور کیا ہوتا ہے کہ کسی تنازع کی صورت میں آئین کی تشریح عدلیہ ہی کرے گی اور نئے بننے والے قوانین کا جائزہ لے گی۔ امریکی آئین کے آرٹیکل 3، سیکشن 2 کی شق 2 سپریم کورٹ کو جوڈیشل ریویو یعنی نظرثانی کا حق دیتی ہے۔ پارلیمنٹ سے نیک نیتی اور بدنیتی دونوں صورتوں میں بنیادی اخلاق، حقوق اور توازن کے خلاف قوانین بن سکتے ہیں۔ جیسے 1996ء میں الجہاد ٹرسٹ کیس میں آٹھویں ترمیم کی ایک شق کو غیر موثر قرار دیا گیا اور 2010ء میں اٹھارویں ترمیم میں ججوں کے تقرر کے متعلق طریقہ کار پر اعتراض کرتے ہوئے سپریم کورٹ نے پارلیمنٹ سے تبدیلی کا کہا جس پر دوسری ترمیم لائی گئی۔ 1997ء میں انسداد دہشت گردی کی عدالتوں کے قانون میں اپیل کا حق نہ دینے کو عدلیہ نے بنیادی حقوق کے خلاف گردانا اور اس معاملے میں ایک صحیح فیصلہ کیا۔ بدنیتی اور مفاد کے زیر اثر قانون سازی کی مثال حال ہی میں کالعدم قرار پانے والا آرٹیکل باسٹھ کے تحت نااہل شخص کو پارٹی سربراہ بنانے کا قانون ہے۔

لیکن ایک فکری بات یہ ہے کہ آئین سے اوپر بھی کچھ اصول وقوانین ہوتے ہیں جن کو آئین میں باقاعدہ درج کیا جاتا ہے کہ آنے والے قانون ساز اس سے روگردانی نہ کرسکیں، پس پشت نہ ڈال سکیں۔ یہ اصول وقوانین یا تو آفاقی اخلاقی قوانین کی صورت میں ہر انسان کے عقل و شعور میں پیوست ہوتے ہیں۔ جس میں مزید اضافہ، ترامیم اور کمی بیشی فلاسفہ اور دانشور اپنے نظریات کے ذریعے کرتے ہیں، جو بہرحال انسانی عقل اور نفس کے تابع ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر انگریز سیاسی فلاسفر جان لاک (John Locke) کے ایک نظریہ کو امریکا ہجرت کرکے کالونی بنانے والے گوروں نے ریڈ انڈینز کی زمینوں کو ہتھیانے کے لیے استعمال کیا۔ اسی طرح چین کے آئین میں کمیونسٹ افکار اور کمیونسٹ پارٹی کے حوالے سے قوانین نمایاں ہیں۔ یا پھر وہ قومیں جو وحی الٰہی پر ایمان رکھتی ہیں اور ان کو قرار واقعی اہمیت دیتی ہیں وہ اپنے ریاستی آئین میں اس کے احکامات اور اخلاقی اصول انتہائی اہمیت کے ساتھ شامل کرتی ہیں، جیسے مملکت پاکستان کا آئین ہے۔

آئین کا مقصد بنیادی طور پر ریاست کا نظام چلانا ہوتا ہے لیکن یہ ریاست کی اجتماعی سوچ اور نظریات کی عکاسی بھی کرتا ہے۔ یعنی یہ ایک ٹیکنیکل دستاویز ہونے کے ساتھ ساتھ نظریاتی دستاویز بھی ہوتا ہے۔ کسی بھی ریاست کے معماروں اور بانیوں کو اگر قدرت وقت دے دے تو وہ یا تو ریاست کے تاسیسی نظریات اور تحریک کے مطابق آئین مرتب و مدون کردیتے ہیں یا پھر کم از کم ایک سمت ضرور متعین کردیتے ہیں۔ سپریم کا مطلب چونکہ طاقت، اتھارٹی اور درجہ میں عظیم ترین ہوتا ہے اس لیے آئین کو سپریم ماننا ایک مسلمان کے لیے ایک اعتقادی اور ایمانی مسئلہ بھی بن جاتا ہے۔ جس طرح بعض محترم تجزیہ کاروں کے مطابق چوں کہ برطانیہ کا کوئی تحریری آئین نہیں ہے اس لیے وہاں پارلیمنٹ ہی کو سپریم مانا جاتا ہے۔ واضح رہے یہ وہ برطانیہ ہے جو کلیسائی اور بادشاہی دور کو گزار کر اب روشن خیالی اور لبرل سیکولرازم کا یورپ میں جھنڈا بردار ہے۔ اس لحاظ سے ان کے یہاں انسانی عقل و دانش کا منبع اور مرکز تو پارلیمنٹ ہی کو ہونا ہے۔

امریکا کے معاملے میں ان کا 1787ء میں بننے والا مشہور زمانہ آئین چوں کہ تحریری ہے اس لیے امریکی فیڈریشن، ریاستوں اور عوام کے درمیان اس عمرانی معاہدے کو مقدس ترین دستاویز کی حیثیت حاصل ہے۔ جس طرح پہلے بیان کیا گیا کہ آئین ریاست کی سوچ اور فلسفے کا آئینہ دار بھی ہوتا ہے اس لیے امریکا بنانے والوں نے خدا (God) کا لفظ پورے آئین میں استعمال نہیں کیا۔ تمام آرٹیکل اور شقیں انسانی عقل اور ذہانت کو استعمال کرتے ہوئے بنیادی انسانی اخلاقیات (جو بھی وہ اپنی عقل سے سمجھ سکتے تھے) اور سیکولر فلسفہ کی روشنی میں وضع اور مرتب کی گئیں۔ بنجمن فرینکلن، جیمز میڈیسن اور تھامس جیفرسن اعلیٰ درجے کے دانشور اور فلسفی تھے۔ ان کی دانش ہمیں امریکی آئین میں جابجا ملتی ہے۔ آئین کو سیکولر رکھنا، ڈیکلریشن آف انڈیپنڈنس اور آئین میں انسان کو خوشی کے تعاقب وحصول (Pursuit of Happiness) کی آزادی دینا، ان تمام باتوں کے پیچھے بڑے گہرے فلسفے شامل ہیں جن کی بنیاد پر آج امریکی معاشرہ استوار ہے۔ لیکن وحی سے بے زار، انسانی عقل سے جنم لینے والے اس آئین میں اسّی نوے سال بعد اس وقت انتہائی بنیادی ترمیم کرنا پڑی جب اس میں غلاموں سے متعلق کئی تضادات سامنے آنا شروع ہوئے۔ سول سوسائٹی اور دانشوروں نے اس کے خلاف کھل کر گفتگو شروع کی یہاں تک کہ انسانی برابری اور مساوات کی بات کرنے والے اس عظیم ملک میں ہونے والی خانہ جنگی کی اصل وجہ سیاہ فام غلاموں کے حقوق اور آزادی میں لوگوں کا اختلاف تھا۔ خوفناک خانہ جنگی کے بعد ابراہم لنکن کو سیاہ فاموں کو غلامی سے نجات دینے کے لیے تیرہویں آئینی ترمیم لانی پڑی۔ اس حوالے سے اگر کہا جائے کہ کیا تیرہویں ترمیم سے پہلے کا آئین سپریم تھا یا اس کے بعد کا تو جواب یہی دیا جائے گا کہ آئین انسان کی بنائی ہوئی دستاویز ہوتی ہے جس پر کسی زمانے کے موجود دانشوروں و مفکروں کی اکثریت جن کے پاس قوت نافذہ بھی ہو،

اتفاق ہوتا ہے اور حالات کے ساتھ اس میں تبدیل و تغیر آ سکتا ہے۔

پاکستان کا پہلا آئین گو کہ قائدِ اعظم اور قائدِ ملت کی زندگی میں نہیں بن سکا لیکن قیامِ پاکستان کے دو سال کے اندر اندر یعنی مارچ 1949ء میں دستور ساز اسمبلی نے قائدِ ملت اور اس وقت کے وزیرِ اعظم لیاقت علی خان کی قیادت میں قرار داد مقاصد بھاری اکثریت سے منظور کر کے آنے والے زمانوں کے لیے پاکستان کے آئین کی بنیاد رکھ دی۔ یہ وہی قراردادِ مقاصد ہے جو آج ملک میں رائج اور نافذ العمل 1973ء کے آئین کے نہ صرف دیباچے میں شامل ہے بلکہ آئین کا آرٹیکل 2A قراردادِ مقاصد کو ایک عملی آرٹیکل بناتا ہے۔ یہ قراردادِ مقاصد کے ہی ابتدائی جملے ہیں جن کا حوالہ چیف جسٹس سپریم کورٹ پاکستان جناب ثاقب نثار نے اپنے حالیہ فیصلے کے ابتدائیے میں بھی دیا۔

اس پُر مسرت اور باعثِ اطمینان بات کے باوجود کہ ہمارے چیف جسٹس قراردادِ مقاصد کو ذہن میں رکھتے ہیں اور ہمیں ہمارا بھولا ہوا سبق یاد دلاتے ہیں، ہمارے آئین میں کچھ شقیں ایسی ہیں جو براہِ راست آرٹیکل 2A اور آرٹیکل 227 سے ٹکراتی ہیں۔ اسلامی نظریاتی کونسل جو ایک آئینی ادارہ ہے اور آرٹیکل 2A اور 227 کو عملی شکل دینے کے لیے بنایا گیا تھا، اس کی سفارشات کو محض سفارش قرار دے کر اس پر بحث کرنا بھی ہمارے قانون سازوں پر آئینی بائنڈنگ نہیں ہے۔ عمل درآمد تو دور کی بات ہے۔ یہ کھلی منافقت نہیں ہے تو کیا ہے۔ ہمارے متعدد تعزیراتی اور عائلی قوانین بھی آئین اور اصلاً شریعت سے متصادم ہیں۔ اس لیے آئین کو نظریاتی اور فکری طور پر قطعاً سپریم نہیں کہنا چاہیے۔ ہاں عملاً، زمینی حقائق کے حوالے سے قانوناً کارِ مملکت، اختیارات کے توازن، حقوق وغیرہ کے لیے یہی سب سے اہم دستاویز ہے۔ جس میں مباحات کی حد تک جو اصول و اختیارات و قوانین متعین کیے گئے ہیں ان پر عمل کرنا ہر پاکستانی کا فرض ہے۔ لیکن کسی چیز جس کو ہم بلا جھجک، بلا تردد انتہائی یقین کے ساتھ اپنے اخلاق، سیاست، معاشرت اور معیشت کے لیے سپریم یعنی فائنل اتھارٹی کہہ سکتے ہیں تو وہ صرف قرآن و سنت ہے۔ (روزنامہ جسارت کراچی 3 مارچ 2018ء)

❀❀❀

قانون و شریعت

# طلاق! طلاق! طلاق

محمد سمیع

جس ملک میں میڈیا کو اتنی آزادی حاصل ہو کہ وہ عریانی و فحاشی کے فروغ میں ہر حد عبور کر جائے۔ فلموں اور ڈراموں کے ذریعے نوجوان نسل کو عشق و محبت کا ہر گر سکھائے۔ اس کے نتیجے میں گھر سے بھاگے ہوئے جوڑوں کو پریمی جوڑا قرار دے کر اور ان کی تصویریں شائع کر کے دوسروں کو اس جوڑے کی پیروی پر اکسائے اور اس کے نتیجے میں کورٹ میرج میں روز افزوں اضافہ ہو۔ جب فلموں اور ڈراموں کی تخیلاتی دنیا کی بجائے زندگی کے تلخ حقائق کا سامنا ہو تو طلاق اور خلع کی تعداد میں اضافہ ہو۔ جہاں پیمرا کا چیئرمن عدالت کے جج کے سامنے یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہو کہ ایسے پروگرام ٹی وی چینلز پر دکھائے جاتے ہیں جن کو خاندان کے تمام افراد اکٹھے بیٹھ کر دیکھ نہ سکیں۔ جہاں اسلامی مشاورتی کونسل کے چیئرمین صاحب یہ فرمائیں کہ ہم گلوبل ولیج کا حصہ بن گئے تو ہمارا میڈیا بالکل آزاد ہو گیا۔ سوشل میڈیا میں ہر قسم کا مواد آ گیا جس میں شہوانیت کو بھڑکانے والا مواد بھی موجود ہے۔ جس کی وجہ سے جنسی درندگی نے ایک انڈسٹری کی شکل اختیار کر لی ہے۔ اس میں رابطے آسان ہو گئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج بلا امتیاز پورنوگرافی کی ویب سائٹس تک ہر ایک کی رسائی ہو گئی ہے۔ پاکستان میں ڈیٹا یہ بتاتا ہے کہ اس جانب میلان بہت زیادہ ہے۔ اس کے باوجود حکمرانوں کے کانوں پر جوں نہیں رینگتی۔ عدالت سیاسی مقدموں میں اتنی الجھی ہوئی ہے کہ فحاشی کے خلاف پیٹیشنز سالہا سال سے اس کی توجہ کے محتاج بنے ہوئے ہیں۔ لہٰذا جس قسم کے حالات ملک میں پیدا ہو گئے ہیں اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں۔

اس سے پہلے کہ اسلامی نظریاتی کونسل نے بیک وقت تین طلاق کا نوٹس لے کر جو اقدام شروع کیا ہے، اس پر کچھ عرض کیا جائے مناسب ہوگا کہ طلاق کے حوالے سے ہمارا دین ہمیں کیا تعلیم دیتا ہے اس کے حوالے سے دو احادیث قارئین کے سامنے پیش کر رہا ہوں:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حلال اور جائز چیزوں میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ مبغوض طلاق ہے۔'' (سنن ابوداؤد)

بیک وقت تین طلاقوں کے بارے میں محمود بن لبیدؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص کے متعلق اطلاع ملی کہ اس نے اپنی بیوی کو ایک ساتھ تین طلاقیں دے دی ہیں، تو آپ ﷺ سخت غصے کی حالت میں کھڑے ہو گئے اور ارشاد فرمایا کہ ابھی جبکہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں کیا کتاب اللہ سے کھیلا جائے گا؟ (یعنی ایک ساتھ تین طلاقیں دینا کتاب اللہ کے ساتھ کھیل اور مذاق ہے جس میں طلاق کا طریقہ اور قانون پوری وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے۔ تو کیا میری موجودگی میں اور میری زندگی میں کتاب اللہ اور اس کی تعلیم کے ساتھ مذاق کیا جائے گا۔ حضور ﷺ نے سخت غصے کی حالت میں یہ بات ارشاد فرمائی۔) تو ایک صحابیؓ کھڑے ہو گئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! کیا میں اس آدمی کو قتل نہ کر دوں جس نے یہ حرکت کی ہے۔ (سنن نسائی) حدیث میں اس کا ذکر نہیں ہے کہ جن صحابیؓ نے اس آدمی کو قتل کر دینے کے بارے میں حضور ﷺ سے عرض کیا تھا ان کو آپ ﷺ نے کیا جواب دیا۔ بظاہر یہ ہے کہ آپ ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی اور خاموشی ہی سے یہ بتلا دیا کہ اگرچہ اس شخص نے سخت گمراہ کام کیا ہے لیکن ایسا گناہ نہیں کہ جس کی سزا قتل ہو۔ واللہ اعلم

اسلامی نظریاتی کونسل نے اس صورتحال کا نوٹس لیتے ہوئے کہ بیک وقت تین طلاقوں کے واقعات بڑھتے چلے جا رہے ہیں، لوگوں کو سزا دینے پر غور شروع کر دیا ہے۔ کونسل نے اپنے ایک بل میں یہ موقف اختیار کیا ہے کہ طلاق تو ہو جائے گی تاہم اس سلسلے میں حتمی فیصلہ عدالت میں قاضی کرے گا۔ تین سال قید کی سزا بھی ہوگی۔ خاتون کو گزر بسر کے لئے خرچ بھی دینا ہوگا اور شوہر پر جرمانہ بھی عائد کیا جا سکتا ہے۔

کونسل کے اس موقف سے وہ عائلی قوانین ذہن میں آتے ہیں جو ایوب خان کے دور میں بنائے گئے

تھے۔اس میں دیگر باتوں کے علاوہ ایک بات یہ تھی کہ دوسری شادی سے قبل شوہر کو پہلی بیوی سے اس کی اجازت لینی پڑے گی۔ایسی کسی شق کا قرآن وحدیث میں کوئی ذکر نہیں۔قرآن کریم میں دوسری شادی کے لئے نان نفقہ اور سکنی کے علاوہ صرف عدل کی شرط ہے۔دوسری بات عائلی قوانین میں یہ تھی کہ جب تک مقامی ناظم ساری صورتحال کا جائزہ لے کر دوسری شادی کے بارے میں حتمی فیصلہ نہ کرے، دوسری شادی نہیں ہوسکتی۔علماء کرام کی طرف سے عائلی قوانین میں غیر شرعی شقوں کے خلاف آواز تو اٹھائی گئی لیکن اس حوالے سے نہ علماء کی طرف سے اور نہ مذہبی سیاسی جماعتوں کی طرف سے کوئی تحریک چلائی گئی۔یہ قوانین آج بھی نافذ ہیں۔جب اسلامی نظریاتی کونسل خود تسلیم کرتی ہے کہ ایک ساتھ تین طلاقوں سے طلاق ہوجاتی ہے تو اس حوالے سے قاضی کا حتمی فیصلہ چہ معنی دارد۔کیا عدالت کا قاضی اس شرعی فیصلے کی توثیق کرے گا۔ جب ہم اسلامی قوانین کے نفاذ کے لیے ارکان پارلیمنٹ کے ووٹ کے محتاج ہیں جس کی وجہ سے آج تک ملک عزیز میں اسلامی نظام نافذ نہ ہوسکا تو شاید اس معاملے میں بھی عدالت کے قاضی کی طرف سے توثیق ضروری سمجھی گئی ہے۔واللہ اعلم

اسلامی نظریاتی کونسل کے اس اقدام کے خلاف ایک مذہبی سیاسی جماعت کے رہنما سے یہ بیان منسوب کیا گیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے شوہر کو طلاق کا اختیار دیا ہے تو اسے سزا کیسے دی جاسکتی ہے۔حالانکہ یہ بات ثابت ہے کہ حضرت عمر فاروق ؓ نے ایسے طلاق دینے والوں کو دروں کی سزا دی ہے۔

لوگ بیک وقت تین طلاق اس لئے دیتے ہیں کہ انہیں قرآن میں بیان کردہ طلاق کے طریقے کا علم نہیں۔ لیکن اسلامی نظریاتی کونسل کے اسکالر اور ایک عالم دین سے جو باتیں منسوب کی جارہی ہیں، اس کے بارے میں کیا کہا جاسکتا ہے۔

البتہ چیئرمین نظریاتی کونسل نے جو دیگر باتیں بیان کی ہیں ان پر ضرور غور کیا جانا چاہیے۔انہوں نے فرمایا کہ ہم نے نوجوان طبقے کو کوئی مقصد اور ہدف نہیں دیا ہے۔ یہ مشتعل ہوکر اس کی طرف جارہے ہیں۔ہمارا الیکٹرانک میڈیا بھی ہمارے معاشرتی حالات کا انعکاس نہیں ہے۔یہ ہمارے معاشرے کی ترجمانی نہیں کرتا۔حد سے زیادہ مبالغہ آمیز تصویر کشی ہورہی ہے۔ہم ان کے نتائج معاشرے پر دیکھ رہے ہیں۔اس کو روکنے کے لیے ہمیں حکمت عملی تیار کرنا ہوگی۔حکومت، منبر ومحراب، تعلیمی ادارے سب کو مل کر کام کرنا ہوگا۔جوانوں کو ہنرمند بنانا ہوگا۔ان کو مثبت سرگرمیوں میں شامل کرنا ہوگا۔میڈیا کو بھی اسلامی تعلیمات کی روشنی میں خیر کو بڑھاوا دینا ہوگا۔لیکن آج ذرائع ابلاغ کا سارا زور شر کی تشہیر پر ہے۔ہمیں اس پر غور کرنا ہوگا۔

اللہ کرے کہ ہمارے متعلقہ ادارے ان باتوں پر غور کے بعد اس ضمن میں مثبت اقدامات کریں۔بظاہر احوال تو ایسا ہوتا نظر نہیں آتا۔

❁❁❁

## ندائے خلافت کا خصوصی شمارہ

پاکستان نعمت خداوندی ہے۔دنیوی نعمت کا حصول بھی قربانی کے بغیر ممکن نہیں۔پاکستان کا قیام بھی نظری مباحث نہیں بلکہ مسلسل جدوجہد کا نتیجہ تھا۔یقیناً اس کے قیام میں ہر مکتبہ فکر کے لوگوں کی بے مثال قربانیاں ہیں۔اب یہ ہم میں سے ہر شہری کی ذمہ داری ہے کہ پاکستان کے تحفظ اور استحکام کے لیے کمربستہ ہوں اور اس ملک کی خوشحالی، مضبوطی اور اسے اسلامی نظام کا گہوارہ بنانے کے لیے اپنا کردار ادا کریں۔

ہفت روزہ ندائے خلافت کی اشاعت خصوصی ''استحکام پاکستان'' بحوالہ یوم پاکستان 23 مارچ اسی سوچ اور درد سے مرتب کیا گیا ہے تاکہ عوام الناس کو معلوم ہو کہ پاکستان کس قربانیوں سے حاصل ہوا اور بانیانِ پاکستان اس ملک کو کن خطوط پر استوار کرنا چاہتے تھے؟ ہم اس ملک کی بقا اور تحفظ کے لیے کیا کردار ادا کرسکتے ہیں؟

یہ شمارہ خود بھی پڑھیے اور دوسروں تک بھی پہنچائیں تاکہ لوگوں کو ملک کے تحفظ اور خوشحالی میں فعال کردار ادا کرنے پر آمادہ کیا جاسکے۔(ادارہ)

# A Big Rivalry that you're probably not hearing too much about

Sometimes the biggest global stories play out in the smallest places. Last week a political crisis in the Maldives, a tiny, idyllic island nation in the Indian Ocean, gave us a glimpse of broader geopolitical tensions between two giants: India and China.

Narrowly, the current turmoil in the Maldives has to do with a bitter rivalry between the head-cracking current president, Abdallah Yameen, and exiled former president, Mohamed Nasheed, who leads the opposition.

But things took on a global dimension fast when Nasheed called on India to send in troops to restore order and roll back Chinese influence on the islands.

The broader story is that while the Maldives have historically been close to India, President Yameen has tilted the country towards China economically since taking office in 2013, courting infrastructure investment, tourism flows, and signing a free trade deal with Beijing.

As you can imagine, the Indians don't like that, particularly since China is also spending billions on Indian Ocean ports and related infrastructure in neighboring Pakistan, Sri Lanka, Bangladesh, and Nepal.

From China's perspective it's a no-brainer – some two-thirds of the world's oil shipments cross the Indian Ocean, and those waterways are a critical part of Beijing's Belt and Road Initiative.

The chances are that the Indians and the Chinese won't get into a real tussle over the Maldives, the islands are too small fry for that. But relations between the two countries are already touchy. They still can't agree on a border more than 50 years after fighting a war over the issue, in which India received a "beating", and they nearly came to blows last summer over a remote mountain road.

The recent episode in Maldives is a reminder that as China seeks greater commercial and strategic influence in Asia in the coming years, frictions between the world's two most populous nations are most probably set to grow, with naval bases, ports and seas likely to play an important part in it.

After World War Two, the US used its global constellation of naval bases to expand economic and cultural power across the world. Today, China may be flipping that order on its head: establishing a global commercial and infrastructure presence that may, over time, naturally require a security component. After all, who's going to defend trillions of dollars' worth of Chinese rails and ports?

Remember, trade-dependent China has benefited hugely from the global naval security provided by the United States Navy. But with a US president who is apparently missing some screws in the head, and a Chinese president who seeks real superpower status, it's high stakes on the high seas in the years ahead.

<u>**Source**</u>***: Adapted from an article posted on <u>https://www.gzeromedia.com/</u> (Signal, GZERO Media)***

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیرِ اہتمام

بانی: ڈاکٹر اسرار احمدؒ

# کُلّیۃ القرآن (قرآن کالج) لاہور

وفاق المدارس سے الحاق شدہ

191۔ اتاترک بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور

''تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو خود قرآن سیکھتے ہیں اور دوسروں کو قرآن سکھاتے ہیں۔'' (حدیث نبوی ﷺ)

## درس نظامی (آٹھ سالہ کورس) کے پہلے سال میں

# داخلے شروع

### خصوصیات

- ☆ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ میٹرک، ایف اے، بی اے اور ایم اے کی ریگولر کلاسز
- ☆ ذہین اور مستحق طلبہ کے لیے کلی یا جزوی کفالت کی سہولت
- ☆ وفاق المدارس العربیہ اور لاہور بورڈ / پنجاب یونیورسٹی کا نصاب
- ☆ کلاس میں نمایاں پوزیشن لینے والے طلبہ کے لیے وظائف
- ☆ تقریر اور تحریر کی مہارت کے لیے نامور اساتذہ کی راہنمائی

### اہلیت برائے داخلہ

- ☆ آٹھویں جماعت پاس طلبہ درجہ اولیٰ / میٹرک کے لیے داخلہ فارم جمع کرواسکتے ہیں۔
- ☆ میٹرک کے امتحانات سے فارغ طلبہ بھی درجہ اولیٰ اور FA میں داخلے کے اہل ہیں۔
- ☆ عمر 14 تا 16 سال برائے میٹرک (حفاظ کے لیے عمر میں دو سال کی رعایت)
- ☆ عمر 15 تا 18 سال برائے FA (حفاظ کے لیے عمر میں دو سال کی رعایت)
- ☆ صرف پاکستانی شہری

### شیڈول برائے داخلہ

| | |
|---|---|
| ☆ داخلہ فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ | 4 اپریل 2018ء |
| ☆ انٹرویو اور تحریری ٹیسٹ | 4 اپریل 2018ء |
| ☆ کلاس کا آغاز | 5 اپریل 2018ء |

### برائے معلومات

دفتری اوقات کے دوران 042-35833637

دفتری اوقات کے بعد 0301-4882395

### المعلن

حافظ عاطف وحید، مہتمم

Vol: 27 Regd. No. C.P.L NO.114 No.11

Weekly Nida-e-Khilafat Lahore

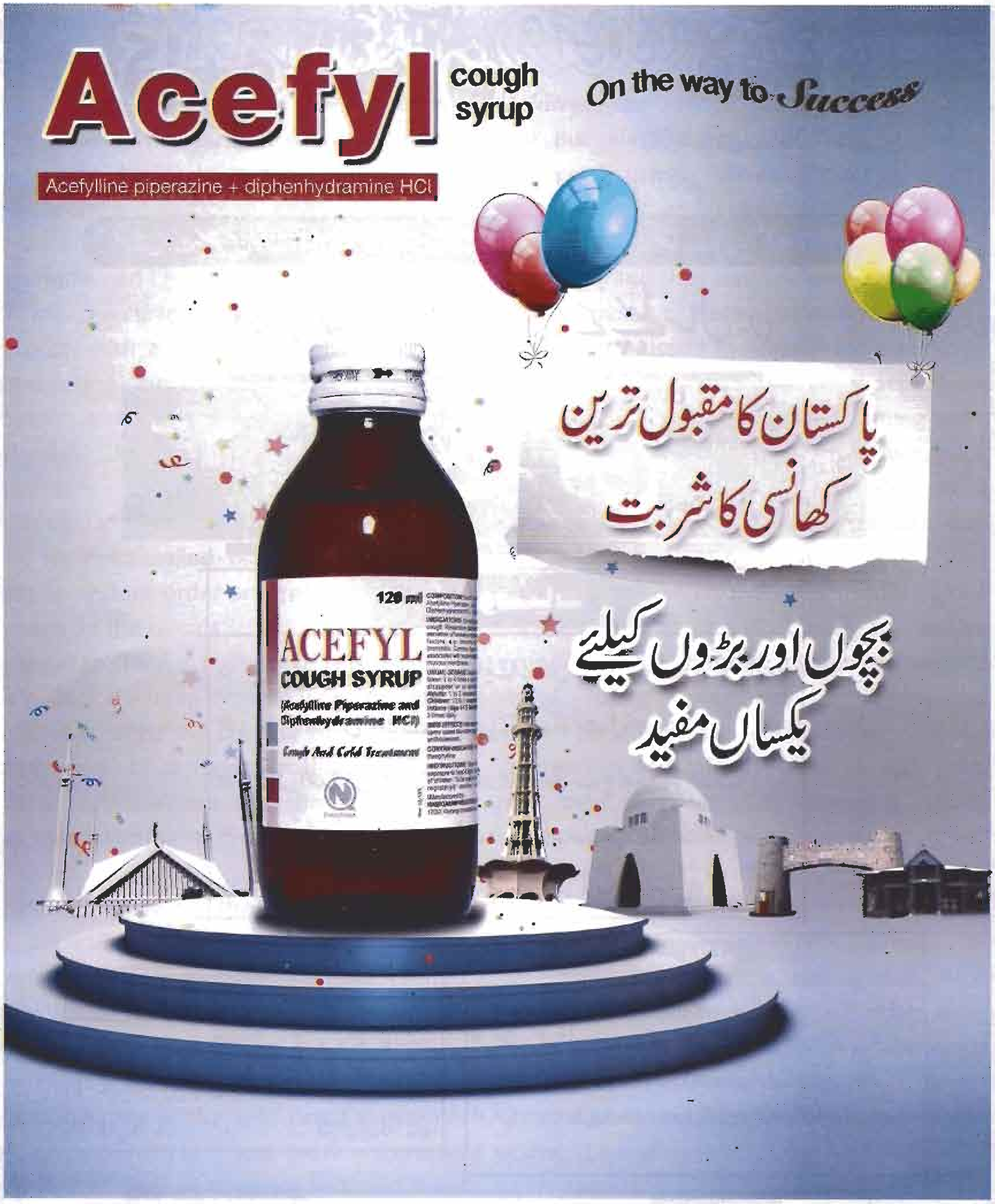


PHARMA

NABIQASIM INDUSTRIES (PVT) LTD
5th Floor, Commerce Centre, Hasrat Mohani Road, Karachi-Pakistan
Email: info@nabiqasim.com website: www.nabiqasim.com UAN 111-742-762

your Health our Devotion